خلافتِ اسلامیہ

یعنی دائمی خلافت

مجدّدِ وقت سیّدنا عبد الغفار جنبہ علیہ السلام

کے نام

جس نے ہمیں یزید ثانی کی زنجیروں سے آزاد کر کے ہمارا دامن اوّلین سے جوڑ دیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ارشادات باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡكُمۡ‌ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ‌ ذٰ لِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا ۔

ترجمہ۔اے ایمانداروں! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے فرمانرواؤں کی بھی اطاعت کرو، پھر اگر تم (حکام سے) کسی امر میں اختلاف کرو تو اگر تم اللہ اور پیچھے آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو (اور ان کے حکم کی روشنی میں معاملہ طے کرو) یہ (بات) بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھی ہے۔(النساء، آیت ٦٠)

وَيَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوۡلِ وَاَطَعۡنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ‌ ؕ وَمَاۤ اُولٰۤـئِكَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۔
وَاِذَا دُعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ لِيَحۡكُمَ بَيۡنَهُمۡ اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ۔
وَاِنۡ يَّكُنۡ لَّهُمُ الۡحَـقُّ يَاۡتُوۡۤا اِلَيۡهِ مُذۡعِنِيۡنَ

ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت کی۔ پھر بھی ان میں سے ایک فریق اُس کے بعد پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے اور یہ لوگ ہر گز مومن نہیں ہیں۔ اور جب وہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے اچانک کچھ لوگ اِعراض کرنے لگتے ہیں۔ اور اگر ان کا کوئی حق بنتا ہو تو جلدی سے اس (یعنی رسول) کی طرف فرمانبرداری کا دم بھرتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ (النّور، آیات ٤٨۔٥٠)

وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ۔ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ۔ لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ‌ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا

ترجمہ۔اور اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا۔اے کاش! میں رسول کے ساتھ چل پڑتا۔وائے بدبختی! کاش! میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔اس نے مجھے خدا کے ذکر سے غافل کر دیا جبکہ وہ (رسول کے ذریعہ سے) میرے پاس آیا تھا۔اور شیطان آخر انسان کو اکیلا چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔(الفرقان، آیات ٢٨۔٣٠)

ارشادات رسول اللہ ﷺ

ما کانت نبوّۃ قطّ الاّ تابعتھا خلافۃ وما من خلافۃ الاّ تبعھا مُلك۔ (اِبن عساکر)

یعنی "کوئی نبوّت ایسی نہیں گزری جسکے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت کا رنگ نہ قائم ہُوا ہو۔"

(اِبن عساکر، بحوالہ "اسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ" مؤلف مرزا بشیر احمد ابنِ مرزا غلام احمد علیہ السلام)

حضرت عبد الرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:۔

"ہر نبوّت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔"

(احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر:۵ جلد نمبر:۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد ۱۱ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوۃ شریف جلد ا بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئۃ)

ترجمہ۔ "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔"

(مشکوۃ شریف جلد ا بحوالہ ابو داؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئۃ)

حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

(۱۸۳۵۔۱۹۰۸)

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدائے تعالیٰ کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدّم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دُکھ اُٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔"

(ازالۂ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۵۲)

ارشادات مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

"معترض صاحب اِس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے، پھر کسی مجدّد کی کیا ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجدّدوں اور رُوحانی خلیفوں کی اس اُمّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔" (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۰)

" اور اگر یہ کہا جائے کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین کیلئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرسل ہونے میں نبی اور محدّث ایک ہی منصب رکھتے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا۔ ایسا ہی محدثین کا نام بھی مرسل رکھا۔۔۔رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وُہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدّث ہوں چونکہ ہمارے سیّد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلعم کوئی نبی نہیں آسکتا اس لئے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدّث رکھے گئے۔۔۔" (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

"تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس پاک دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیّت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرّد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور بتمام و کمال کھینچے گئے ہیں۔"(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۔۷)

یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔" (روحانی خزائن، جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

"اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں (ژ) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ اِن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(ژ) ایسے لوگوں کا اِنتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکا دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اِعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔" (الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶۔۳۰۷)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی نظر میں قدرتِ ثانیہ کون؟

حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدرت ثانیہ کے ظہور کیلئے ہر ملک میں اکھٹے ہو کر اِجتماعی دعا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مولوی محمد علی صاحب کو حکم دیا کہ وہ اخبارات میں اِجتماعی دعا کی تحریک شائع کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے اِسکی تعمیل میں اعلان شائع کر دیا۔ قادیان میں حضرت میر صاحب ایک عرصہ تک مسجد مبارک میں یہ اِجتماعی دعا کراتے رہے۔
(تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۲۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا یہی ایمان تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے جس قدرتِ ثانیہ کی بشارت بخشی تھی اُس سے سلسلہ مجددین یعنی اِلہامی خلفاء مراد ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے بحیثیت خلیفۃ المسیح اول احمدیہ سلسلہ میں ظاہر ہونیوالی قدرتِ ثانیہ کے پہلے مظہر یعنی غلام مسیح الزماں کے ظہور کا وقت بھی اِجتہادی رنگ میں اندازاً بتایا تھا۔ مکرم ماسٹر نواب الدین صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے درس میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:۔

"تیس برس کے بعد اِنشاء اللہ مجھے اُمید ہے کہ مجدد یعنی موعود (قدرتِ ثانیہ) ظاہر ہو گا۔"
(حیات نور صفحہ ۴۰۴ مؤلف شیخ عبدالقادر مرحوم سابق سوداگرمل)

اِرشادات مرزابشیر احمد رضی اللہ عنہ

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بیٹے حضرت مرزابشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ اپنی کتاب " اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ" جو مہتمم نشرواشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کے زیرِ نگرانی شائع کی گئی تھی، میں فرماتے ہیں۔

"یاد رکھنا چاہیے کہ گو خلافت کا حکم دائمی ہے۔یعنی جب بھی کوئی نبی مبعوث ہو گا تو اسکے بعد لازماً خلافت آئیگی۔ مگر خلافت کا سلسِلہ دائمی نہیں ہے۔یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک نبی کے بعد اس کے خلفاء کا سلسِلہ ہمیشہ متصل صورت میں قائم رہے۔بلکہ خلافت کا زمانہ حالات اور ضرورت پر موقوف ہے۔یعنی چونکہ خلافت نبوّت کا تتمہّ ہے اسلئے جبتک خدا تعالیٰ کسی نبی کے کام کی تکمیل اور اسکے بوئے ہوئے بیج کی حفاظت کیلیئے خلافت کے سلسِلہ کو ضروری خیال فرماتا ہے یہ سلسِلہ قائم رہتا ہے۔اور اس کے بعد یہ سلسِلہ ختم ہو جاتا ہے۔اور پھر خلافت کی جگہ ملوکیت یا باالفاظِ دیگر جماعت اور قوم کا دَور دَورہ شروع ہو جاتا ہے۔" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ مؤلف مرزابشیر احمد ایم اے ابنِ مرزا غلام احمدؑ، صفحہ ۳۱-۳۰)

"کیا احمدیت میں بھی یہی صورت رونما ہوگی؟ سوجب احمدّیت کا نظام اسلام کے نظام کی فرع اور اسی کا حصّہ ہے تو اس میں کیا شبہ ہے کہ وہ بھی اسی الٰہی تقدیر کے تابع ہے جو اسلام کے متعلق عرشِ الوہیت سے جاری ہو چکی ہے۔لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت جمالی ہے اور جمال جلال کے مقابلہ پر زیادہ وقت لیکر اپنے کمال کو پہنچتا ہے اسلئے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ احمدیّت میں خلافتِ متّصلہ کا زمانہ نسبتاً زیادہ دیر تک چلیگا۔لیکن بہر حال یہ اٹل تقدیر ظاہر ہو کر رہیگی کہ کسی وقت احمدیت کی خلافتِ متّصلہ بھی ملوکیت کو جگہ دیکر پیچھے ہٹ جائیگی۔" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ مؤلف مرزابشیر احمد ایم اے ابنِ مرزا غلام احمدؑ، صفحہ ۳۵-۳۴)

اسلامی اصطلاح میں "خلیفہ" کے معنی۔

حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وُہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔"﴿روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۵۳﴾

ایک عرب صاحب نے حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام سے خلیفہ کے معنی دریافت کیے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"﴿ملفوظات جلد دوم، صفحہ ۶۶۶﴾

ایک دوسری جگہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

" برائے خدا سوچو کہ اِس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی رہیگی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کرینگے اور یہ رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وُہ چیز ہے جسکو دُوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔ "﴿روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۵۵﴾

قرآن مجید میں خلافتِ اسلامیہ کے قیام کا وعدہ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (النور)

ترجمہ۔ اللہ (تعالیٰ) نے تم سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا۔ اور جو دین اُس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے وہ اُنکے لیے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اِسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں قرار دیئے جائیں گے۔

تشریح۔ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف کی تفصیل میں فرماتے ہیں۔

"۔۔۔ تفصیل اِس آیت کی یُوں ہے کہ خدا تعالیٰ نے تم سے پہلے ان لوگوں کو رُوئے زمین پر خلیفے مقرر کیا تھا جو ایماندار اور صالح تھے اور اپنے ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں سے بھی اے مسلمانو ایسے لوگوں کو جو انھیں صفات حسنہ سے موصوف ہوں اور ایمان کے ساتھ اعمال صالح جمع رکھتے ہوں خلیفے کریگا۔۔۔ فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابطلا کے ہے نہ بطور اصطفا کے۔ اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ رُوحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وُہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں۔

۔۔۔ آیت کے صاف اور سیدھے یہ معنی ہیں کہ اللہ جلّشانہٗ خلیفوں کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیکر پھر باغیوں اور نافرمانوں کو دھمکی دیتا ہے کہ بعد خلیفوں کے پیدا ہونے کے جب وہ وقتاً فوقتاً پیدا ہوں اگر کوئی بغاوت اختیار کرے اور انکی اطاعت اور بیعت سے مُنہ پھیرے تو وُہ فاسق ہے۔ اب نادرستی معنوں کی کہاں ہے اور واضح ہو کہ اس آیت کریمہ سے وہ حدیث مطابق ہے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ لَّمْ يَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِهٖ فَقَدْ مَاتَ مِيْتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ۔ جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت مر گیا یعنے جیسے جیسے ہر یک زمانہ میں امام پیدا ہونگے اور جو لوگ اُن کو شناخت نہیں کرینگے تو اُن کی موت کفار کی موت کے مشابہ ہو گی۔۔۔ (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳۔۳۳۴)

اِس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ اللہ جلّشانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو اُتارا ہے اور ہم ہی اِس تنزیل کی محافظت کرینگے۔ اِس میں اِس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہیگا اور اسکی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اسُکا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پَیدا ہوتے رہیں گے۔۔۔ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلّی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جنکو وہ تمام برکات دیگئی ہوں جو نبیوں کو دیجاتی ہوں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ.

پس یہ آیات درحقیقت اِس دوسری آیت اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اِس نبی کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہونگا اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کیلئے اختیار کیا گیا کہ وُہ نبی کے جانشین ہونگے اور اسکی برکتوں میں سے حصہ پائینگے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور اُن کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پَیدا ہوگا یعنی ایسے وقتوں میں آئینگے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا۔ پھر انکے آنیکے بعد جو اُن سے سرکش رہیگا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور اُن سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں۔

۔۔۔ ہم کب کہتے ہیں کہ مجدّد اور محدّث دنیا میں آکر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں بلکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالاتِ فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چُھپ جاتا ہے۔ تب اُس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدّد اور محدّث اور رُوحانی خلیفے آتے ہیں۔ نہ معلوم کہ بیچارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ مجدّد اور رُوحانی خلیفے دُنیا میں آکر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ نہیں وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں اور معترض کا یہ خیال کہ اُنکی ضرورت ہی کیا ہے صرف اس وجہ سے پیدا ہُوا ہے کہ معترض کو اپنے دین کی پروا نہیں اور کبھی اس نے غور نہیں کی کہ اسلام کیا چیز ہے اور اسلام کی ترقی کس کو کہتے ہیں اور حقیقی ترقی کیونکر اور کن راہوں سے ہو سکتی ہے اور کس حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقی طور پر مسلمان ہے یہی وجہ ہے کہ معترض صاحب اِس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے، پھر کسی مجدّد کی کیا ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجدّدوں اور رُوحانی خلیفوں کی اس اُمّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔۔۔

(روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۳۸۔۳۴۰)

عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیجکر پھر اُسکی تائید اور تصدیق کیلئے ضرور انبیاء کو بھیجا کرتا ہے چنانچہ توریت کی تائید کیلئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی آیا۔ جن کے آنے پر اب تک بائیبل شہادت دے رہی ہے۔

اس کثرت ارسال رُسل میں اصل بھید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے یہ عہد مؤکد ہو چکا ہے کہ جو اُسکی سچی کتاب کا انکار کرے تو اُسکی سزا دائمی جہنم ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَکَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ھُمۡ فِیۡھَا خٰلِدُوۡنَ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وُہ جہنمی ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۔۔۔ درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پُورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قران اور رسول کا نام سُنا اور پھر وہ عربی سمجھ

نہیں سکتے۔ قرآن کی خوبیاں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے۔ اور کس انسان کی کانشنس اِس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اسکے کہ قرآن کریم کا منجانب اللہ ہونا اسپر ثابت کیا جائے یُونہی اُسپر چُھری پھیر دی جائے پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تاوہ ظلّی طور پر انوار نبوت پاکر دُنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اُسکی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدّد وقت اُن قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا جب تک اسکو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دُنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اسکے شاہد ہیں۔۔۔ (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۴۱۔۳۴۲)

یہ یاد رہے کہ مجدّد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔ (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۴۴)

خلافتِ اسلامیہ کی اقسام۔

آیت استخلاف میں جس خلافت کا ذکر فرمایا گیا ہے اُس کی بالعموم تین اِقسام ہیں۔ (1) خلافت نبوّت (2) خلافت علیٰ منہاج نبوّت (3) اِنتخابی یا بالواسطہ خلافت

1) خلافت نبوّت۔ خلافت نبوّت اَنبیاء والی خلافت ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو عنایت فرماتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت مرزا غلام احمدؑ (مہدی و مسیح موعود) کو یہ خلافت عطا فرمائی ہے۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ "۔۔۔ پھر آیت استخلاف میں ایک خاتم الخلفاء کا وعدہ دیا گیا۔۔۔ اب اس وعدہ استخلاف کے موافق اور اس مماثلت کے لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ جیسے موسوی سلسلہ خلافت کا خاتم الخلفاء مسیح تھا ضرور ہے کہ سلسلہ محمدیہ کے خلفاء کا خاتم بھی ایک مسیح ہی ہو۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۸۲۔۳۸۳)

2) خلافت علیٰ منہاج نبوّت۔ خلافت علیٰ منہاج نبوّت مجدّدین یا محدّثین کی خلافت ہوتی ہے آنحضرت ﷺ کے بعد اُمت محمدیہ میں جتنے بھی مجدّدین یا محدثین تشریف لائے ہیں اِن سب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت علیٰ منہاج نبوّت عطا فرمائی۔ یہ لوگ نبی نہیں تھے البتہ اِن کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مانند براہ راست خلعت خلافت سے نوازا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ "اس وقت میں اُمّتِ موسوی کی طرح جو مامور اور مجدّدین آئے ان کا نام نبی نہ رکھا گیا تو اس میں یہ حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت میں فرق نہ آوے اور اگر کوئی نبی نہ آتا تو پھر مماثلت میں فرق آتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آدم، ابراھیم، نوح اور موسیٰ وغیرہ میرے نام رکھے حتیٰ کہ آخر کار جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْأَنْبِيَاءِ کہا۔ ۔۔۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۵)۔ غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر جو کلام اِلٰہی نازل ہوا اُسے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے بعد اُسے بھی براہِ راست خلافت یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت عطا فرمائے گا جیسا کہ حضورؑ اپنے بعد آنے والے خلفاء کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

3) اِنتخابی یا بالواسطہ خلافت۔ یہ وہ خلافت ہے جو اَنبیاء علیہم السلام کی جانشینی میں ملتی ہے۔ ایسی خلافت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو بالواسطہ یعنی بذریعہ انتخاب عنایت فرماتا ہے۔ یہ لوگ خود بھی نبی کے نقش قدم پر چلنے والے ہوتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی چلاتے ہیں۔ اپنے متبوع نبی کی شریعت کو یا اُسکی تعلیم کو قائم کرتے ہیں۔ اُمت یا جماعت میں اِتحاد برقرار رکھنے کے علاوہ حکومتی اِنتظام بھی چلاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بعد خلفائے راشدین اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خلافت ایسی ہی خلافت کی مثالیں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔ (ابوداؤد)۔ ترجمہ۔ یعنی اے مسلمانو! تم پر میری سُنّت اور میرے خلفاء کی سُنّت پر عمل کرنا واجب ہے کیونکہ وہ ٹھیک رستہ پر چلنے والے اور ہدایت یافتہ لوگ ہوں گے۔" ان خلفاء کے کام کے متعلق حضرت مہدی موعودؑ فرماتے ہیں۔ "پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت

اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے۔" (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۵۴)۔ خلافت کی اسی قسم کے متعلق آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔"ماکانت نبوّۃ قطّ الاّ تابعتھا خلافۃ وما من خلافۃ الاّ تبعھا مُلك" (ابن عساکر) یعنی "کوئی نبوت ایسی نہیں گذری جسکے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت کا رنگ نہ آیا ہو"۔(ابن عساکر، بحوالہ "اسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ" مؤلف مرزا بشیر احمد ابنِ مرزا غلام احمدؑ)

اور حضرت عبدالرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:۔"ہر نبوّت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔" (احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر:۵ جلد نمبر:۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد ۱۱ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

کیا خلافتِ اسلامیہ دائمی ہے؟

حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف کی تفصیل میں مزید فرماتے ہیں۔

۔۔۔دلائل مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس امت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جنکو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کیطرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اُسکو دور کریں اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبّت اور پاکیزگی کیطرف کھینچیں اور وہ دلائل یہ ہیں۔

اوّل یہ کہ اس بات کو عقل ضروری تجویز کرتی ہے کہ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہائیت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی۔ اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذباتِ نفس ہیں اور نفس امّارہ جن باتوں میں لذّت پاتا ہے احکام الٰہی اُن سے منع کرتے ہیں لہٰذا عند العقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیرات اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئی اُمّت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پُر فیض پروں کے نیچے اُنکو لیکر وہ برکت اور نور اور رُوحانی معرفت پہنچاویں جو اُنھوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی اور اگر ایسا نہیں تو پھر اُنکے وارث جو اُنھیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہیئے تا انسان جو مغلوب شبہات ونسیان ہے اُن کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ یہ بات نہائیت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اُس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آجاتے ہیں۔ پھر دُوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اُسکی صحت نبوت اور صداقت دعوٰی پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصّے سے معلوم ہوتے ہیں۔۔۔(روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۴۴۔۳۴۵)

۔۔۔قرآن کے سمجھنے کیلئے ایک ایسے معلّم کی ضرورت ہے۔ جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ اگر قرآن کے سیکھنے کیلئے معلّم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی۔ اور یہ کہنا کہ ابتدا میں تو حل مشکلات قرآن کے لئے معلم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہو گئیں تو اب کیا ضرورت ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدّت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں ماسوا اسکے اُمّت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں اور قران جامع جمیع علوم تو ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اسکے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر

یک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال اُن مشکلات کو حل کرنے والے رُوحانی معلّم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رُسل ہوتے ہیں اور ظلّی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں اور جس مجدّد کی کاروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عنداللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔۔۔۔

(روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۴۸)

دوم جس طرح پر عقل اس بات کو واجب اور متحتم ٹھہراتی ہے کہ کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کیلئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلّم اور صاحب علم لدنی پَیدا ہوتے رہیں۔ اِسی طرح جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اسکو دیکھتے ہیں تو وہ بھی باآواز بلند یہی فرمارہا ہے کہ روحانی معلّموں کا ہمیشہ کیلئے ہونا اسکے ارادہ قدیم میں مقرر ہوچکا ہے۔ دیکھو اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ الجزو ۱۳ یعنے جو چیز انسانوں کو فائدہ پہنچاتی ہے وُہ زمین پر باقی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیاء ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقائق سے معارف سے اپنی راست بازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دُنیا میں کچھ بہت مدّت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اِس عالم سے اُٹھائے جاتے ہیں۔ لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام خلاف واقع ہو۔ پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنی آیت کے یوں ہونگے کہ انبیاء من حیث الظلّ باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلّی طور پر ہریک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو اُن کی نظیر اور مثیل پَیدا کر دیتا ہے جو اُنہیں کے رنگ میں ہو کر انکی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔۔۔

پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلّم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا تُصِیۡبُہُمۡ بِمَا صَنَعُوۡا قَارِعَۃٌ اَوۡ تَحُلُّ قَرِیۡبًا مِّنۡ دَارِہِمۡ حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعۡدُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ الجزو نمبر وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے اے مومنانِ اُمّت محمدیہؐ وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کریگا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا اور ہمیشہ کفّار پر کسی قسم کی کوفتیں جسمانی ہوں یا رُوحانی پڑتی رہینگی یا اُن کے گھر سے نزدیک آجائیں گی۔ یہاںتک کہ خُدا تعالیٰ کا وعدہ آپہنچے گا۔ اور خُدا تعالیٰ اپنے وعدوں سے تخلف نہیں کرتا۔ اور ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ایک رسول بھیج نہ لیں۔

اِن آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وُہ اِس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اِس اُمّت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہہ دینا کیا معنی رکھتا تھا اور اگر خلافتِ راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کیلئے اُس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اِس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اِس اُمت پر ہمیشہ کیلئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ رُوحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنیوالے خود اپنی زبان سے یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو برس سے مذہب مرا ہوُا ہے اور خدا تعالیٰ نے اِس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وُہ نُور جو نبی کریم کے سینہ میں تھا وُہ توارث کے طور پر دُوسروں کو چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وُہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اِس واسطے رسُول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دُنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اِسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دُنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وُہ اپنی نادانی سے خلافت کی علّت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا

کہ خداتعالیٰ کا یہ ارادہ توہر گز نہیں تھا کہ رسول کریم کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اسکے دُنیاتباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزار ہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے۔۔۔

پس یہ حقیر خیال خداتعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اُسکو صرف اِس اُمّت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اُسکو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی اُمّت میں خلافت کے آئینہ میں وُہ دکھلاتا رہا اِس امت کے لئے دِکھلانا اسکو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کریگی ہر گز نہیں۔ اور پھر یہ آیت خلافتِ ائمہ پر گواہ ناطق ہے۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے اسلامی خلافت دائمی ہے اِسلیئے کہ یَرِثُھا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے۔ وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وُہی قرار پائینگے نہ کہ صالح اور سب کا وارث وُہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو۔

پھر اس پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس حالت میں خداتعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ مَیں اِسی طور پر اِس اُمّت میں خلیفے پیدا کرتا رہونگا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خداتعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اُس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اِس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خداتعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اُس نے خود فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا اور ایسا ہی اس اُمت کی نسبت فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک کا سلسلہ ممتد ہو اور اسجگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جائے اور نیز جبکہ یہ اُمت خلافت کے انوارِ رُوحانی سے ہمیشہ کیلئے خالی ہے تو پھر آیت اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنے ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ اوخویستن گم است کرا رہبری کند۔ جبکہ اس اُمت کو ہمیشہ کیلئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مُردہ رکھنا ہی مد نظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے پَیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے۔ سوائے لوگوں جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اِس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی رہیگی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کرینگے اور یہ رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وُہ چیز ہے جسکو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہو گئی۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔

۔۔۔اب جبکہ قرآن شریف کی رُو سے یہی ثابت ہوا کہ اِس اُمت مرحومہ میں سلسلہ خلافت دائمی کا اسی طور پر اور اسی کی مانند قائم کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ کی شریعت میں قائم کیا گیا تھا اور صرف اسقدر لفظی فرق رہا کہ اُس وقت تائید دین عیسوی کیلئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔۔۔ (شہادت القرآن، روحانی خزائن، جلد ۶، ۳۵۱۔۳۵۶)

کیا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شروع ہونے والی خلافت دائمی ہے؟ یا یہ کہ ایک نبی کی وفات کے بعد یہ ضروری ہے کہ اِس کی خلافت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے؟

اس سوال کا جواب حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ تعالیٰ اپنی کتاب "اِسلامی خلافت کا صحیح نظِریّہ" جو کہ انہوں نے ۱۹ دِسمبر ۱۹۵۱ میں تحریر فرمائی تھی اور مہتمم نشرواشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ کے زیر نگرانی شائع کی گئی تھی، اور یہ کتاب جماعت احمدیہ کی سرکاری ویب سائٹ الاسلام ڈاٹ اورگ پر آپ کی دیگر کتب کے ساتھ موجود تھی جو اب غائب کر دی گئی ہے، میں فرماتے ہیں۔

"یادر کھنا چاہیے کہ گو خلافت کا حکم دائمی ہے۔یعنی جب بھی کوئی نبی مبعوث ہو گا تو اسکے بعد لازماً خلافت آئیگی۔مگر خلافت کا سلسِلہ دائمی نہیں ہے۔یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک نبی کے بعد اس کے خلفاء کا سلسِلہ ہمیشہ متصل صورت میں قائم رہے۔بلکہ خلافت کا زمانہ حالات اور ضرورت پر موقوف ہے۔یعنی چونکہ خلافت نبوت کا تتمّہ ہے اسلئے جبتک خدا تعالیٰ کسی نبی کے کام کی تکمیل اور اسکے بوئے ہوئے بیج کی حفاظت کیلئے خلافت کے سلسِلہ کو ضروری خیال فرماتا ہے یہ سلسِلہ قائم رہتا ہے۔اور اس کے بعد یہ سلسِلہ ختم ہو جاتا ہے۔اور پھر خلافت کی جگہ ملوکیت یا بالفاظِ دیگر جماعت اور قوم کا دَور دَورہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خلفاء کے متعلق فرماتے ہیں:۔

الخلافة ثلاثون عاماً ثم یکون بعد ذلك الملك۔(مسند احمد)

یعنی "میرے بعد خلفاء کا سلسلہ تیس سال رہے گا۔اور اسکے بعد ملوکیت کا رنگ قائم ہو جائے گا۔"

اور اصولی رنگ میں (ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم-ناقل) فرماتے ہیں:۔

ما کانت نبوّة قطّ الاّ تابعتها خلافة وما من خلافة الاّ تبعها مُلك۔(ابن عساکر)

یعنی" کوئی نبوّت ایسی نہیں گزری جسکے بعد خلافت نہ آئی ہو۔اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت کا رنگ نہ قائم ہُوا ہو۔"

ان دونوں حدیثوں میں سے پہلی حدیث بتارہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد متصل خلافت کا زمانہ تیس سال قرار دیا اور تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ زمانہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے لیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک پُورا ہو جاتا ہے۔جسکے بعد ملوکیت کا دَور دَورہ شروع ہو گیا۔اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہے کہ یہی صورت ہر زمانہ میں ہوتی ہے۔کہ (۱) پہلے نبوّت قائم ہوتی ہے۔اور (۲) اسکے بعد خلافت آتی ہے اور (۳) اسکے بعد ملوکیت یعنی بادشاہت کا رنگ شروع ہو جاتا ہے۔پس حقیقت یہی ہے اور یہ ایک لطیف نقطہ ہے جو یاد رکھنا چاہیے کہ کسی نبی کے بعد خلافتِ متّصلہ کا سِلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے کہ جبتک خدا تعالیٰ نبوّت کے کام کی تکمیل کیلئے ضروری خیال فرمائے۔اور اسکے بعد ملوکیت کا دَور آجاتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو قومی اور جماعتی تربیت کے لحاظ سے بھی یہی مناسب ہے کہ نبوّت سے آغاز کر کے جو گویا خدا تعالیٰ کی براہِ راست نگرانی کا زمانہ ہے اور اس کے بعد خلافت کے وسطی زمانہ میں سے گزار کر جو گویا ایک درمیانی قسم کا مخلوط رنگ رکھتا ہے بالآخر الٰہی جماعت کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونیکے لئے آزاد کر دیا جائے۔اِس آخری زمانہ کو مُلک یا ملوکیت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں عربی اصطلاح کے مطابق امیر اور بادشاہ اور وقتی صدرِ حکومت اور مجلس مشاورۃ وغیرہ سب قسم کے نظام شامل ہیں۔اور بنو امیّہ اور بنو عباس کے خلفاء جو خلافت راشدہ کے بعد برسرِ اقتدار آئے سب اسی نوع میں داخل تھے۔گو وہ غلط طور پر خلیفہ بھی کہلاتے رہے جس کی وجہ سے کئی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔

حقیقۃً اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک نہایت عجیب و غریب قسم کا مثلّث دَور ہے۔سب سے اوّل نمبر پر نبوّت کا زمانہ ہے جسمیں گویا خدا تعالیٰ خود سامنے آکر ایک شخص کو اپنے براہِ راست الہام اور حکم سے کھڑا کرتا ہے اسکے بعد دوسرے نمبر پر خلافت کا وسطی زمانہ آتا ہے جسمیں خدا نبوّت کے زمانہ کی طرح خود براہِ راست تو آگے نہیں آتا مگر پس پردہ رہ کر لوگوں کے دلوں اور زبانوں پر ایسا تصرّف فرماتا ہے کہ جس شخص کو خدا خلیفہ بنانا چاہتا ہے وہ اُسی کے حق میں رائے دیتے ہیں اور اس کے بعد تیسرے نمبر پر ملوکیت کا دَور شروع ہو جاتا ہے جب خدا گویا پیچھے ہٹ کر جماعت اور قوم کو آزاد کر دیتا ہے کہ اب تم لوگ ابتدائی تربیت اور ابتدائی استحکام حاصل کر چکے ہو، سو آئندہ ہماری دی ہوئی تعلیم کے مطابق اپنے کاموں کو خود چلاؤ اور ہمارے پیدا کئے ہوئے اسباب کے ماتحت اپنے لئے ترقی کا رستہ کھولو۔پس دراصل یہ تینوں دَور اسلامی نظام کا حصّہ ہیں اور قومی اصلاح اور قومی ترقی کیلئے ضروری اور لازمی ہیں۔یہ صورت بعینہٖ وہی ہے جو ایک بچّے کے معاملہ میں قدرتی طور پر اختیار کی جاتی ہے۔اور وہ یہ کہ شروع میں وہ کلیۃً ماں باپ کے سہارے پر اور ان کی نگرانی میں ہوتا ہے اور اسکے

بعد اس پر گویا نیم نگرانی اور نیم آزادی کا دَور آتا ہے اور بالآخر اسے ماں باپ اپنی مخصوص نگرانی سے آزاد کر کے اپنے بوجھوں کو خود اُٹھانے اور اپنے قدموں پر خود کھڑے ہونے کیلئے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور یہ تینوں دَور جو بالکل فطری رنگ رکھتے ہیں بچّے کی خاطر خواہ تربیت کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔"
" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ، مؤلف مرزا بشیر احمد ابنِ مرزا غلام احمد علیہ السلام، صفحہ ۳۰-۳۳)
پھر " رُوحانی خلافت کا دائمی دَور" کے متعلق فرماتے ہیں:۔
"ملوکیت کے دور سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ اس دَور میں رُوحانی یعنی تجدیدی خلافت کا سِلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جہاں نبوّت اور اسکے ساتھ آنے والی متصّل خلافت کے دَوروں میں رُوحانیت اور دینی سیاست و تنظیم کی نہریں گویا ایک ہی وسیع دریا کی صورت میں مخلوط طور پر چلتی ہیں وہاں نبوّت سے متصل آنیوالی خلافت کے بعد یہ مخلوط دریا دو جدا گانہ نہروں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک نہر ملوکیت یعنی دنیوی سیاست کی بن جاتی ہے جسکی باگ ڈور بادشاہوں کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے اور دوسری نہر خالص رُوحانی خلافت کا رنگ اختیار کی لیتی ہے جو حسبِ ضرورت نبوّت کی خدمت کیلئے ہمیشہ جاری رہتی ہے جیسا کہ ابتدائی چار خلفاء کے بعد اولیاءِ اُمّت اور مجدّدین کے سلِسلہ میں وقوع پزیر ہوُا۔ اور ظاہر ہے کہ خلافت متّصلہ کے مقابل پر جو تیس سال کے عرصہ میں ختم ہو گئی اِس قسم کی رُوحانی اور تجدیدی خلافت کا سِلسلہ دائمی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتا۔" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ، مؤلف مرزا بشیر احمد ابنِ مرزا غلام احمد علیہ السلام صفحہ ۳۴)
اور پھر "احمدیت میں خلافت کا زمانہ " کے متعلق فرماتے ہیں:۔
"اِس جگہ سوال ہو سکتا ہے کہ کیا احمدیت میں بھی یہی صورت رونما ہو گی؟ سو جب احمدّیت کا نظام اسلام کے نظام کی فرع اور اسی کا حصہ ہے تو اس میں کیا شبہ ہے کہ وہ بھی اسی الٰہی تقدیر کے تابع ہے جو اسلام کے متعلق عرشِ الوہیت سے جاری ہو چکی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت جمالی ہے اور جمال جلال کے مقابلہ پر زیادہ وقت لیکر اپنے کمال کو پہنچتا ہے اسلئے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ احمدیّت میں خلافتِ متّصلہ کا زمانہ نسبتاً زیادہ دیر تک چلیگا۔ لیکن بہر حال یہ اٹل تقدیر ظاہر ہو کر رہیگی کہ کسی وقت احمدیت کی خلافتِ متّصلہ بھی ملوکیت کو جگہ دیکر پیچھے ہٹ جائیگی۔" (اِسلامی خلافت کا صحیح نظریّہ، صفحہ ۳۵-۳۴)۔
اور پھر اس کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں کہ "خاکسار خدا کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور بعض دوسرے مکاشفات کے ذریعہ اِس بات کا علم رکھتا ہے کہ احمدیت میں اِس قسم کی خلافت کب تک رہیگی اور ملوکیت کا دَور کب شروع ہو گا۔ لیکن ایسی باتوں کا برملا اظہار قبل از وقت مناسب نہیں ہوتا اور آئیندہ کی تقدیروں پر اخفاء کا پردہ رہنا ہی سُنّتِ الٰہی ہے۔"
آیئے اب دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ والسلام کے یہ الہامات اور مکاشفات کیا ہیں۔
۱۸۹۱ :۔ "قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوُا کہ

اُخْرِجَ مِنْهُ الْيَزِيْدِيُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں" (تذکرہ صفحہ ۱۴۱)
۱۸۹۱ میں الہام ہوتا ہے۔ "اِن علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چُولہے ہیں۔ میری پرستش کی جگہ میں ان کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کُتر رہے ہیں۔" (تذکرہ صفحہ ۱۴۳)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر یعنی جماعت احمدیہ کو بدلنے والے یہ یزیدی کون ہیں؟ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے آج کم و بیش ہر مسجد میں باورچی خانے بنائے ہوئے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی معنوی تحریف کرتے ہیں اور اپنے مفادات کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں میں

کمی بیشی کرتے ہیں۔اس کی تفصیل کے لئے دیکھیے حضرت عبد الغفار جنبہ ؔ کا آرٹیکل نمبر ۲ "تحریف کیوں؟" یہ آرٹیکل مندرجہ ذیل ویب اڈریس سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

http://www.alghulam.com/upload/articles/article02.pdf

۱۲نومبر ۱۸۹۲ کو الہام ہوتا ہے۔"مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں قادیان کی طرف آتا ہوں اور نہایت اندھیری اور مشکل راہ ہے اور مَیں رَجماً بِالْغَیب قدم مارتا جاتا ہوں اور ایک غیبی ہاتھ مجھ کو مدد دیتا جاتا ہے یہاں تک کہ مَیں قادیان پہنچ گیا اور جو مسجد سکّھوں کے قبضہ میں ہے وہ مجھ کو نظر آئی۔ پھر مَیں سیدھی گلی میں جو کشمیریوں کی طرف سے آتی ہے چلا۔اس وقت مَیں نے اپنے تئیں ایک سخت گھبراہٹ میں پایا گویا اس گھبراہٹ سے بیہوش ہوتا جاتا ہوں اور اس وقت بار بار اِن الفاظ میں دُعا کرتا ہوں کہ رَبِّ تَجَلَّ رَبِّ تَجَلَّ اور ایک دیوانہ کے ہاتھ میں میرا ہاتھ ہے اور وہ بھی رَبِّ تَجَلَّ کہتا ہے اور بڑے زور سے مَیں دعا کرتا ہوں۔

اور اس سے پہلے مجھ کو یاد ہے کہ مَیں نے اپنے لئے اور اپنی بیوی کے لئے اور اپنے لڑکے محمود کے لئے مَیں نے بہت دُعا کی ہے۔ پھر مَیں نے دو کُتّے خواب میں دیکھے۔ ایک سخت سیاہ اور ایک سفید، اور ایک شخص کہ وہ کُتّوں کے پنجے کاٹتا ہے۔ پھر الہام ہوٗا:۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ " (تذکرہ صفحہ ۱۶۸)

اس الہام میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور اپنی بیوی اور اپنے لڑکے محمود کے لئے بہت دُعا کرتے ہیں اس کے جواب میں الہام ہوتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ کہ تم سب سے بہتر اُمّت ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کیلئے پیدا کیے گئے ہو۔ یعنی ایک طرف قادیان میں یزیدیوں کے خلافت پر قبضے کی خبر دے کر دوسری طرف یہ خوشخبری دی جارہی ہے کہ تم بہترین اُمّت ہو تمہارے درمیان رُوحانی خلافت قیامت تک رہے گی۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔"برائے خدا سوچو کہ اِس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی رہیگی۔ اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کرینگے اور یہ رُوحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وُہ چیز ہے جسکو دُوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں۔" (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۵۵)

۷دسمبر ۱۸۹۲ء:۔ " ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک اُور رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مَیں حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں، اور خواب کے عجائبات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اَوقات ایک شخص اپنے تئیں دوسرا شخص خیال کرلیتا ہے۔ سو اس وقت مَیں سمجھتا ہوں کہ مَیں علی مرتضٰی ہوں اور ایسی صورت واقعہ ہے کہ ایک گروہ خوارج کا میری خلافت کا مزاحم ہورہا ہے یعنی وہ گروہ میری خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ تب مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہیں اور شفقت اور تَوَدُّد سے مجھے فرماتے ہیں کہ

يَا عَلِيُّ دَعْهُمْ وَاَنْصَارَهُمْ وَزِرَاعَتَهُمْ

یعنی اے علیؔ! اِن سے اور اِن کے مددگاروں اور اِن کی کھیتی سے کنارہ کر اور ان کو چھوڑ دے اور ان سے مُنہ پھیر لے، اور مَیں نے پایا کہ اس فتنہ کے وقت صبر کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فرماتے ہیں اور اعراض کیلئے تاکید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تُو ہی حق پر ہے مگر اِن لوگوں سے ترکِ خطاب بہتر ہے اور کھیتی سے مراد مولویوں کے پیروؤں کی وہ جماعت ہے جو اُن کی تعلیموں سے اثر پزیر ہے جس کی وہ ایک مدّت سے آبپاشی کرتے چلے آئے ہیں۔۔۔" (تذکرہ صفحہ ۱۶۹)

اس الہام میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں یہ فرمادیا کہ ایک خوارج کا گروہ ہوگا جو آپؑ کی دائمی خلافت کے امر کو روکنا چاہتا ہے اور اس میں فتنہ انداز ہے۔ اور ان کی جماعت کے لوگ اپنے مولویوں کی تعلیموں سے اثر پزیر ہے جس کی وہ ایک مدت سے آبپاشی کرتے چلے آئے ہیں۔ یعنی کہ خلیفہ خدا بناتا ہے خلیفہ کی بات سے اختلاف کرنا گناہ ہے۔ خلیفہ کسی کو جواب دے نہیں ہوتا، ان کی خلافت قیامت تک چلے گی۔ خلیفہ کے ہوتے ہوئے مجدّد نہیں آسکتا۔ خلیفہ خود مجدّد سے بڑا ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

۱۹مارچ ۱۸۹۳:۔

"یکم رمضان المبارک. اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰی. اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ. نَجَّیْنَاکَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاکَ فُتُوْنًا. رسید مژدہ کہ ایّامِ غم نخواہد ماند۔ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ. اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ. لَنُبَدِّلَنَّکُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِکُمْ اَمْنًا. یَضْرِبُوْنَ وُجُوْھَھُمْ اَیْنَ الْمَفَرُّ. یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ. یعنی زمین کے باشندوں کے خیالات اور رائیں بدلائی جائیں گی۔ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی اَجَلٍ قَرِیْبٍ. اِنَّا مُقْتَدِرُوْنَ وَاِنَّا قَادِرُوْنَ. رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔"

ترجمہ۔" میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ مَیں سُنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ ایسے طریق سے مدافعت کر جو احسن ہو۔ ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور تیری خوب آزمائش کی۔ خوشخبری پہنچی کہ غم کے دن نہیں رہیں گے۔ خدا ہی کے لئے معاملہ ہے اس کے پہلے اور اس کے بعد بھی۔ تُو بھی مرے گا اور وہ بھی مریں گے۔ یقیناً ہم تمہارے خوف کی حالت کو اس کے بعد امن کی حالت میں بدل دیں گے۔ وہ اپنے مُنہ پیٹیں گے کہ کہاں بھاگیں۔ اس دن وہ زمین دوسری زمین میں تبدیل کر دی جائیگی۔ ان کو مقررہ میعاد تک ڈھیل دے رہا ہے۔ وہ میعاد قریب ہے۔ ہم قادر و توانا ہیں۔ اے ہمارے ربّ ہم کو بخش دے ہم خطاکار تھے۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۸۹)

اِس الہام میں " تم دونوں " سے مراد ایک تو خود حضرت مہدی موعودؑ ہیں اور دوسرا شخص وہ غلام ہے جس کے عطا کرنے کی اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی موعودؑ کو بار بار خبر دی ہے۔ جس کو آپؑ نے مصلح موعود کا نام بھی دیا ہے۔ ۷،۶ نومبر ۱۹۰۷ کا الہام اس حقیقت کو کھول کر بیان کرتا ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اس الہام میں اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تو بھی وفات پائے گا اور وہ لوگ بھی یعنی وہ یزیدی جن کے پیدا ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ پہلے دے چکا ہے۔ خلافت پر قبضہ کر کے آپؑ کی جماعت کو غلط راستے پر چڑھا کر مریں گے۔ تقریباً سو سال کے عرصے میں ایک دور کے تقریباً تمام لوگ دُنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ تو اس میں اشارۃً یہ بتایا گیا ہے کہ تقریباً سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ ایک بار پھر تمہارے خوف کی حالت کو امن کی حالت میں تبدیل کر دیگا یعنی خلافت کو پھر قائم کر دے گا۔ اور پھر حق کے ظاہر ہو جانے کے بعد وہ لوگ جو بلا جواز گمراہی کی راہ کو اختیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو ایک مقررہ میعاد تک ڈھیل دینے کے بعد ایسی شکست فاش دے گا یعنی حق کو چودھویں کے چاند کی طرح ظاہر کر دے گا۔ اور پھر اُس حق کا مقابلہ کرنے والوں کی حالت ایسی ہو گی کہ وہ اپنا مُنہ پیٹیں گے کہ کہاں بھاگیں۔ اور پھر وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہوئے سجدوں میں گریں گے کہ اے ہمارے ربّ ہم کو بخش دے ہم خطاکار تھے۔

۱۶جون ۱۹۰۵:۔ "رؤیا۔ قبل از نماز صبح۔ مَیں اپنے مکان میں کمرے کے اندر کھڑا ہوں۔ اس وقت دیکھا کہ باہر ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ وہ بہت بُری حالت میں ہے اور اُس کے سر کے بال مقراض سے کٹے ہوئے ہیں۔ کوئی زیور نہیں اور نہایت ردّی اور مکروہ حالت میں ہے اور سر پر ایک مَیلا سا کپڑا پگڑی کی طرح لپیٹا ہؤا ہے۔ اُس کے ساتھ بات کرنے سے مجھے کراہت آتی ہے۔ نمازِ عصر کا وقت ہے مَیں جلدی سے اُٹھا ہوں کہ نماز کے لئے چلا جاؤں۔ کچھ کپڑے مَیں نے ساتھ لئے ہیں کہ نیچے جا کر پہن لُوں گا۔ یہ جلدی اِس لیے کی کہ اس عورت کو میرے ساتھ بات کرنے کا موقعہ نہ ملے۔ پس مَیں نے جلدی کے سبب پگڑی کو ہاتھ میں لیا اور پشمینہ کی سُرخ چادر اُوپر لے لی اور کمرے سے نکلا۔ جب میں اس کے برابر گزرا تو میرے مُنہ سے یا آسمان سے آواز آئی کہ

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

ساتھ ہی الہام ہؤا کہ

اس پر آفت پڑی، آفت پڑی

اور دیکھا کہ وہ عورت ایک نہایت ذلیل شکل میں کوڑھیوں کی طرح بیٹھی ہے۔"

(تذکرہ صفحہ ۴۶۸-۴۶۹)

۳۱۔اگست ۱۹۰۵:۔"ایک عورت مرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ" (تذکرہ صفحہ ۴۷۳)

۱۸مارچ ۱۹۰۶:۔"آج بروز یکشنبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں اپنے گھر کے مکان میں بیٹھا ہوں اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پَھل میرے ہاتھ میں ہے اس کو چھیل کر کھانا چاہتا ہوں۔ اتنے میں مَیں نے محمود کو دیکھا۔ اس کے ساتھ ایک انگریز ہے۔ وہ ہمارے گھر میں داخل ہو گیا۔ پہلے اس جگہ کھڑا ہؤا جہاں پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہیں پھر اُس چوبارے کی طرف آگے بڑھا جہاں بیٹھ کر مَیں کام کرتا ہوں۔ گویا اُس کے اندر جاکر تلاشی کرنا چاہتا ہے۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے۔ اُس نے بطور اشارہ کے مجھ کو کہا کہ آپ بھی اُس چوبارہ میں جائیں انگریز تلاشی کرے گا۔ اور میرے دل میں گزرا کہ اُس میں صرف وہ کاغذات پڑے ہیں جو نَو تالیف کتاب کا مسّودہ ہے، وہی دیکھے گا۔ اتنے میں آنکھ کُھل گئی۔

فرمایا۔ معلوم نہیں اِس واقعہ کی کیا تعبیر ہے۔ اس سے پہلے تھوڑے دن ہوئے ہیں یہ دیکھا تھا یعنی یہ الہام ہؤا تھا کہ "عورت کی چال۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ بَرِیّت۔ اِذۡ کَفَفۡتُ عَنۡ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ۔" میں نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنی سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورتوں کی طرح پوشیدہ مکر کرے گا جس سے ممکن ہے کہ ہم پر اس کی دھوکہ دہی سے کوئی مقدمہ ہو مگر آخر بریّت ہو گی۔ مگر یہ میرے اجتہادی معنے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ جو کچھ مَیں نے پہلے دیکھا اور جو مَیں نے اَب دیکھا اس کے کوئی اَور معنے ہوں لیکن ظاہری معنے یہی ہیں۔ واللّٰہ اَعلم۔

اِس خواب میں محمودؔ کا دیکھنا اور پھر میر ناصر نواب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے کیونکہ محمودؔ کا لفظ خاتمہ محمودؔ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اس ابتلا کا خاتمہ اچھا ہو گا اور ناصر نواب کا دیکھنا اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا تعالےٰ ناصر ہو گا اور اپنی نصرت سے ابتلاء سے رہائی دے گا اور آخر یہ ابتلا نشان کی صورت میں ہو جائے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۵۱۷- ۵۱۸)

۶،۷نومبر ۱۹۰۷:۔

سَاَھَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِیًّا. رَبِّ ھَبۡ لِیۡ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً. اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسۡمُهٗ يَحۡيٰي. اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحَابِ الۡفِيۡلِ. اَخَذَھُمُ اللّٰهُ بَقِيَ وَحۡدَهٗ. لَاشَرِيۡكَ مَعَهٗ. قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ. موت قریب. اِنَّ اللّٰهَ يَحۡمِلُ كُلَّ حِمۡلٍ. مَنۡ خَدَمَكَ خَدَمَ النَّاسَ كُلَّهُمۡ. وَمَنۡ اٰذَاكَ اٰذَی النَّاسَ جَمِيۡعًا.

آمدنِ عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

ترجمہ۔ مَیں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ مَیں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام یحیٰی ہے (معلوم ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تُو دیکھے گا کہ تیرا ربّ اُن مخالفوں سے کیا کرے گا جو تیرے معدوم کرنے کے لئے حملے کرتے ہیں۔ خدا ان کو پکڑے گا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہے گا۔ اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہو گا۔ حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا۔ یعنی باطل بھاگ جائے گا۔ ایک شخص کی مَوت قریب ہے۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اُٹھائے گا (اس کے معنے اَب تک معلوم نہیں ہوئے۔ آئندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کر دے) جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دُکھ دیتا ہے اُس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دُنیا کو دُکھ دیا۔"

اِس کے بعد ایک اَور الہام ہے جس کے اظہار کی اجازت نہیں شاید بعد میں اجازت ہو جائے۔ اس کا پہلا فقرہ یہ ہے:۔

" دیکھ مَیں ایک نہایت چُھپی ہوئی بات پیش کرتا ہوں"

(اسی الہام کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔)

"(ایک) نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کر تا رہتا ہے۔ ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے۔ مَیں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مُشترک ہے۔ بہت دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصّہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۶۲۶-۶۲۸)

ان الہامات میں کس صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی موعودؑ کو یہ خبر دی کہ قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کیئے گئے ہیں یعنی ایسے لوگ پیدا کیئے گئے ہیں جو یزید کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے آپؑ کی روحانی خلافت پر قبضہ کریں گے۔ اور یہ اندھیرے قادیان سے شروع ہونگے۔ اور ایک شخص کے مکر کے نتیجہ میں ایسا ہو گا اور پھر آپؑ کی جماعت کی حالت ایسی کر دی جائیگی کہ آپؑ کو اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کراہت آتی ہے۔ اور پھر آپؑ اور آسمان اس مکر کرنے والے شخص یا گروہ پر لعنت ڈالتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ یہ خوشخبری بھی دیتا ہے کہ تمہارے خوف کی حالت کو پھر امن میں تبدیل کر دے گا یعنی آسمان سے حق نازل فرما کر دائمی خلافت کو پھر قائم فرمادے گا۔ جیسا کہ ۶،۷ نومبر ۱۹۰۷ کے الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی موعودؑ کو ایک پاکیزہ لڑکے کی پیدائش کی بشارت دی تھی جس کا الہامی نام اللہ تعالیٰ نے یحیٰ رکھا۔ اور پھر فرمایا کہ جب یہ حق نازل ہو گا تو باطل بھاگ جائے گا۔ آج یہ حق حضرت عبد الغفار جنبہ علیہ السلام کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہے۔ اور کس شان کے ساتھ اُنھوں نے اس باطل کو یعنی خلافت پر قبضہ کرنے والے اور آپؑ کی پاک جماعت کو ھدایت سے دور کر کے گمراہی کے اندھیروں میں ڈالنے والے محمودی نظامِ جماعت کو شکست فاش دی۔ آپ نے خلیفہ رابع کو بھی اپنے مدِمقابل پر بلایا، آپ نے مرزا مسرور صاحب کو بھی پکارا آپ نے نظام جماعت کے علماء اور امراء کو بھی اپنے مدمقابل پر بلایا مگر یہ لوگ ایسے بھاگے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ " حق آگیا اور باطل باگ گیا۔ یعنی باطل بھاگ جائے گا" تو یہ لوگ ایسے بہرے، گونگے اور اندھے بن گئے جیسے گویا ان پر ایک موت آگئی ہے۔ آج بھی اگر کسی کو اس میں شک ہے تو جاؤ اپنے خلیفہ صاحب کو، ان علماء اور امراء کو سیدنا حضرت عبد الغفار جنبہ علیہ السلام کے مقابل پر لے آؤ۔ لیکن میں آپ کو کہتا ہوں کہ یہ ہر گز مقابل پر نہیں آئیں گے کیوں کہ اِن کو اپنے باطل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ تو ہَوا وہَوس کے بندے ہیں۔ انہیں مذہب سے کچھ لینا دینا نہیں۔ صرف بر سرِ اقتدار رہنے کے لیے قرآن وسنت اور آپؑ کی صداقت کو استعمال کر رہے ہیں۔

خلیفہ ثانی اسلامی اصطلاح میں لفظ " خلیفہ " کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خلیفہ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہوتا ہے۔ پس وعدہ کی ادنیٰ حدّ یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد اس کے نائب ہوں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس رنگ کا نبی ہو، اگر اسی رنگ میں اس کا نائب ہو جائے تو وعدہ کی ادنیٰ حدّ پوری ہو جاتی ہے ۔۔۔ جس نبی کا کوئی خلیفہ ہو اسے وہی چیز ملے گی جو نبی کے پاس ہو گی اور جو اس کے پاس ہی نہیں ہو گی وہ اس کے خلیفہ کو کس طرح مل جائے گی۔" (خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد ۱۵ صفحہ ۵۶۴)

خلیفہ ثالث فرماتے ہیں۔

"امّتِ محمّدیہ میں ہر وہ شخص جس نے محمّد رسول اللہ ﷺ کے افاضہ رُوحانیہ کے ذریعے کوئی خیر حاصل کی یا کوئی فائدہ حاصل کیا ہو اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ وہ اپنے دائرے میں نبی کریم ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہے۔" " (خلافت روشنی ازل کی، صفحہ ۱۴)

خلیفہ ثانی صاحب نے جو تعریف دی اس کی رُو سے اسلامی اصطلاح میں خلیفہ ہونے کی یہی شرط ہے کہ وہ اپنے سے پہلے کا نائب ہو۔ اب اس رُو سے اُموی اور عباسی خلیفے بھی خلیفہ ہوئے۔ اور پھر جو فرمایا کہ "جس نبی کا کوئی خلیفہ ہو اسے وہی چیز ملے گی جو نبی کے پاس ہو گی اور جو اس کے پاس ہی نہیں ہو گی وہ اس کے خلیفہ کو کس طرح مل جائے گی" یعنی یہ کہ جو خلیفہ کے پاس نہیں، یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اُس نبی کے پاس بھی نہیں جس کا وہ خلیفہ ہے۔ گویا جو شرط حضرت مہدی موعودؑ نے خلیفہ کے لیے رکھی تھی کہ وہ رسول کا ظِل ہو گا یعنی رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو گا، صاحب الہام ووحی ہو گا۔ بڑی ہوشیاری سے ختم کر دی گئی تا کہ لوگ اس طرف توجہ نہ کریں۔

اب خلیفہ ثالث صاحب نے جو اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کی تعریف دی وہ اس مضمون کو اور آگے لے جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ "امّتِ محمدیہ میں ہر وہ شخص جس نے محمّد رسول اللہ ﷺ کے افاضہ رُوحانیہ کے ذریعے کوئی خیر حاصل کی یا کوئی فائدہ حاصل کیا ہو اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ وہ اپنے دائرے میں نبی

کریم ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہے۔" اب خلیفہ کی اس تعریف کی رو سے ہر ایسا شخص جس نے پہلے کوئی خیر یا کوئی فائدہ محمدّ رسول اللہ ﷺ کے افاضۂ رُوحانیہ کے ذریعے حاصل کیا ہو اور پھر بس اُسے لوگوں تک پہنچایا ہو، وہ بھی اپنے دائرہ میں نبی کریم ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہو گیا۔ اب حیرت اس بات پر ہے کہ اس تعریف سے رسول کے ظِل ہونے اور رسول کے کمالات اپنے اندر رکھنے کی شرط تو درکنار حقیقی معنوں میں نیک ہونے اور اعمال کے ساتھ عمل صالح جمع رکھنے کی بھی شرط نظر نہیں آتی۔ بس صرف کوئی خیر یا کوئی فائدہ محمدّ رسول اللہ ﷺ کے افاضۂ رُوحانیہ کے ذریعے حاصل کرو اور آگے پہنچادو اور اپنے دائرہ میں صرف خلیفہ ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہو جاؤ۔ کیا یہ تعلیم ایسی نہیں کہ بس صرف عیسائی ہو جاؤ اور پھر جو چاہے کرو کوئی گناہ نہیں۔ سب بخشا گیا۔ اب سوال یہ پَیدا ہوتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام جو کہ حکم وعدل ہو کر آئے تھے اور اللہ کے نبی بھی تھے اُنھوں نے "خلیفہ" کی جو تعریف کی وہ اِن خلفاء کے لیے کافی کیوں نہیں؟ کیوں ان کو اپنی الگ "خلیفہ" کی تعریف کی ضرورت پڑی؟ دراصل اپنی انتخابی خلافت کو قیامت تک دوام دینے کے لیے، اس کو دن رات جماعت کے سامنے بڑھا چڑھا کر پیش کر کے اِسے تو جماعت کے لوگوں کی نظر میں نبوّت کا متبادل بنا دیا۔ اور یہ کہا کہ ان خلیفوں کو خدا بناتا ہے۔ اور پھر یہاں بس نہیں کیا بلکہ مفادات کو حاصل کرنے کے لیے یہ عقیدہ بھی گھڑ لیا کہ چونکہ ان کو خدا بناتا ہے اور ان کی خلافت قیامت تک چلنی ہے تو پھر اِن کے ہوتے ہوئے خدا کسی دوسرے کو خلیفہ کیوں بنائے گا۔ دوسرے لفظوں میں غیر احمدی مولویوں کی طرح ختم نبوت کے بعد ختم مجدّدیت اور ختم محدّثیت کا بت بنا کر معصوم احمدیوں کے ذہنوں میں گھڑ دیا گیا۔ لیکن یہ جانتے تھے کہ محدّثیت، مجدّدیت اور اولیاء اللہ جس حقیقت کا نام ہے اِن کو اتنی آسانی سے منظر سے غائب تو نہیں کیا جا سکتا دراصل ان کے مفادات کے راستے میں یہ لوگ سب سے بڑی دیوار ہیں۔ اس کے لیے ان انتخابی خلفاء نے اپنے اپنے دور میں ان غلط عقائد کو جماعتی عقائد میں داخل کرنے کا جواز فراہم کیا۔ اور بالخصوص بعد میں آنے والے خلیفوں نے پرانے لوگوں کے گذر جانے کے بعد بھرپُور طریقہ سے ان عقائد کو پختہ کر کے ہر عام وخاص کے ذہن میں بٹھایا گیا اور نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ آیتِ استخلاف کے اوّل مصداق (خلیفۃ اللہ) یعنی مجدّدین و محدثین کو جماعتی علماء نے آیت استخلاف کے دائرہ سے نکال باہر پھینکا۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے ایک عالم ہادی علی چودھری اپنی کتاب "خلافت روشنی ازل کی" میں "خلافت مجدّدیت، محدّثیت وولایت وغیرہ" کے متعلق لکھتے ہیں کہ "یہ خلافت کی وہ اقسام ہیں جو خلافتِ راشدہ اٹھ جانے کے بعد روحانی فیض رسانی کے لئے عام فیض کے رنگ میں جاری ہوتی ہیں۔ یہ آیتِ استخلاف کے وعدۂ الٰہیہ کے تحت قائم نہیں ہوتیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کی قوّتِ قدسیہ کے اثر نیز آپؐ کی اتباع اور آپؐ کی پاک تعلیم کے فیض سے امّت کے بہت سے بزرگوں نے مختلف روحانی مقامات حاصل کئے۔ وہ آنحضرت ﷺ کی خلافت کے روحانی پہلو کے ساتھ دین کی تجدید اور امّت کی اصلاح کے کام کرتے رہے۔ ان میں آنحضرت ﷺ کی خلافت روحانی طور پر جاری ہوئی۔ اس پہلو سے وہ بھی ایک رنگ میں آپؐ کے خلیفہ کہلائے۔" (خلافت روشنی ازل کی، صفحہ ۳۱)

اب جو تشریح آیت استخلاف کی حضرت مہدی موعودؑ نے کی ہے وہ میں نے مضمون کے شروع میں درج کی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آیت استخلاف کے اوّل مصداق خلیفۃ اللہ یعنی انبیاء، مجدّدین، محدّثین اور اولیاء اللہ ہی ہیں۔ آپؑ نے تقریباً تمام تشریح میں اِن مقدّس ہستیوں ہی کا ذکر فرمایا ہے۔ اور اس آیت کی تشریح میں بڑے واضع الفاظ میں یہاں تک فرما دیا کہ "پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلّی طور پر انوار نبوت پا کر دُنیا کو ملزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہُوا کرتا ہے اور مجدّدوقت اُن قوتوں اور مَلکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا جب تک اسکو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دُنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اسکے شاہد ہیں۔۔۔" (روحانی خزائن، جلد ٦، صفحہ ۳۴۲)

"یہ یاد رہے کہ مجدّد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔" (روحانی خزائن، جلد ٦، صفحہ ۳۴۴)

اب اس کے بعد کیا غلطی کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے؟ یہ نہیں فرمایا کہ میری وفات کے بعد آئیں گے اور قیامت تک جائیں گے۔ بلکہ بار بار فرمایا "وقتاً فوقتاً" آئیں گے۔" ہر زمانہ میں امام پیدا ہونگے جو لوگ اُن کو شناخت نہیں کرینگے تو اُن کی موت کفار کی موت کے مشابہ ہو گی۔" " ایسے وقتوں میں آئینگے جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہو گا" نیز فرمایا کہ " اُن کے وقتوں میں دین استحکام پکڑیگا اور تزلزل اور تذبذب دُور ہو گا۔ اور خوف کے بعد امن پیدا ہو گا"۔ اور پھر یہاں تک فرمادیا" یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَأُولَٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔" ۔" اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔ اتقوا اللہ۔۔" اور انتخابی خلیفوں کے متعلق فرمایا" بلکہ پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجز شوکت اسلام پھیلانے کے اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے۔" ہادی صاحب! آپ نے مجدّدین کو آیت آستخلاف سے نکالا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ مجدّدین کا مقام کیا ہے۔ اگر مجدّدین کو آیت استخلاف سے نکالو گے تو پھر آیت استخلاف کو قرآن سے نکالنے کا جرم بھی کرنا پڑے گا، کیونکہ خلافتِ محمدیہ کو خلافتِ موسویہ سے نسبت ہے اور خلافتِ موسویہ میں توماموراور نبی ہی آیا کرتے تھے اور اگر اب مجدّد بھی نہ آویں تو پھر اس امت میں کون آئے گا۔ کیا ہماری قسمت میں دجال ہی رہ گئے ہیں؟ حضرت مہدی موعودؑ فرماتے ہیں۔" اس وقت اُمّتِ موسوی کی طرح جو مامور اور مجدّدین آئے ان کا نام نبی نہ رکھا گیا تو اس میں یہ حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختمِ نبوت میں فرق نہ آوے اور اگر کوئی نبی نہ آتا تو پھر مماثلت میں فرق آتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آدم۔ ابراھیم۔ نوح اور موسیٰ وغیرہ میرے نام رکھے اور آخر کار جَرِیُّ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ کہا۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۵۵)۔

" معترض صاحب اِس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے، پھر کسی مجدّد کی کیا ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجدّدوں اور رُوحانی خلیفوں کی اس اُمّت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔۔۔" (روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۰)

ہادی صاحب! اُمّتِ محمدیہ میں نبیوں کا نعم البدل انتخابی خلفاء نہیں ہیں بلکہ مجدّدین ہیں اور یہ ہے شانِ مجدّدیت اور یہی وجہ ہے کہ نبیوں کے منکرین کی طرح اِن کے منکرین کو بھی خدا تعالیٰ نے "فاسق" قرار دیاہے۔ پس اِن کا انکار کرو یا اقرار کرو فیصلہ آپ کا!

ہادی صاحب اپنی اِسی کتاب میں خلافتِ راشدہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ۔

" یہ خلافتِ نبوّت کی سب سے اعلیٰ، اور اوّل نوع ہے جو علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں سے اس کے قیام کا وعدہ فرماتا ہے اور اس کو خود قائم فرماتا ہے۔ اپنی تائید و نصرت اس کے شامل حال کرتا ہے اور اس کی خاص علامات کے ساتھ اسے باقی خلافتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی امتیازی علامات سورۃ النّور میں آیتِ استخلاف میں بیان فرمائی ہیں۔ وہ اس کے ذریعہ کمالات و برکات اور انوارِ نبوّت ظاہر فرماتا ہے اور امّت میں اس کے فیوض جاری رکھتا ہے۔ خلافت کی اس نوع میں روحانی انواعِ خلافت کی تمام خوبیاں، صفات اور تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا یہ قسم اپنے منصب اور نام کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔" " (خلافت روشنی ازل کی، صفحہ ۳۰)

جو بات آپ فرما رہے ہیں کہ "یہ خلافتِ نبوّت کی سب سے اعلیٰ، اور اوّل نوع ہے" یعنی نبوّت سے متصل انتخابی خلافت، خلافت نبوّت کی سب سے اعلیٰ اور اوّل نوع ہے۔ اس بات کا دعویٰ نہ تو آنحضورؐ کے بعد آنے والے خلفاءِ راشدین نے کیا تھا اور نہ ہی حضرت مہدی و مسیحؑ نے اس کا کوئی ذکر فرمایا ہے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضع الفاظ میں اصولی طور پر نبوّت سے متصل خلافت کے متعلق فرمایا ہے کہ

ما كانت نبوّة قطّ الّا تابعتها خلافة وما من خلافة الّا تبعها مُلك۔ (ابن عساکر)

یعنی" کوئی نبوّت ایسی نہیں گزری جسکے بعد خلافت نہ آئی ہو۔ اور کوئی خلافت ایسی نہیں ہوئی جس کے بعد ملوکیت کا رنگ نہ قائم ہُوا ہو۔"

اسی طرح حضرت عبد الرحمان بن سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "ہر نبوّت کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے۔" (احمدیہ بلیٹن جرمنی بابت مئی ۲۰۰۵ء شمارہ نمبر:۵ جلد نمبر:۱۲ بحوالہ کنز العمال کتاب الفتن من قسم الافعال فصل فی متفرقات الفتن۔ جلد ۱۱ حدیث نمبر ۳۱۴۴۴)

اور حضرت مہدی علیہ السلام اس خلافت کے متعلق فرماتے ہیں کہ "پہلے دنوں میں تو خلیفوں کا ہونا بجُز شوکت اسلام پھیلانے کے کچھ اور زیادہ ضرورت نہیں رکھتا تھا کیونکہ انوار رسالت اور کمالاتِ نبوت تازہ بتازہ پھیل رہے تھے اور ہزارہا معجزات بارش کی طرح ابھی نازل ہو چکے تھے۔" اب اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نبوّت سے متّصل آنے والی خلافت کے خلیفوں کا کام شوکت اسلام پھیلانے اور قائم ہونے والے نظام کو چلانے کے بجُز کچھ نہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "اس کی خاص علامات کے ساتھ اسے باقی خلافتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی امتیازی علامات سورۃ النّور میں آیتِ استخلاف میں بیان فرمائی ہیں۔ وہ اس کے ذریعہ کمالات وبرکات اور انوارِ نبوّت ظاہر فرماتا ہے" جب ہم آیت استخلاف کا جو ترجمہ اور تفسیر حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام نے کی ہے اس پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ (1) آیت استخلاف میں وہ لوگ شامل ہیں جن کی خلافت کو عمل صالح سے جوڑا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "فاسقوں کی بادشاہت اور حکومت بطور ابطلا کے ہے نہ بطور اصطفا کے۔ اور خدا تعالیٰ کے حقانی خلیفے خواہ وہ رُوحانی خلیفے ہوں یا ظاہری وُہی لوگ ہیں جو متقی اور ایماندار اور نیکوکار ہیں۔" (روحانی خزائن، جلد ۶، صفحہ ۳۳۳۔۳۳۴)

یعنی جو لوگ تقویٰ اور عمل صالح سے دُور ہو جائینگے اُن سے یہ خلافت چھین لی جائے گی۔ اِس قسم کی خلافت کو اصولی رنگ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وُہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔" (روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۵۳)

جیسے جیسے زمانہ نبی کے زمانے سے دور ہوتا جاتا ہے، انوارِ نبوّت بھی کم ہوتا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں بننے والے ظِل بھی کمزور پڑتے جاتے ہیں۔ اور یہاں تک کہ انوارِ نبوّت ختم ہو کر ظِل نبوّت کی روحانی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اور پھر اس قسم کے لوگوں کی خلافت ملوکیت میں بدل جاتی ہے۔

(2) دوسرے اس آیت میں وہ لوگ شامل ہیں۔ جن پر انوارِ نبوّت اور کمالاتِ رسالت کی بارش آسمان سے کی جاتی ہے۔ یہ لوگ انوارِ نبوّت اور کمالاتِ رسالت عملِ صالح بجالانے کے نتیجے میں نہیں حاصل کرتے بلکہ پاک روح اِن میں ڈالی جاتی ہے۔ نیکی سے محبت اور برائی سے نفرت اِن کی سرشت میں شامل ہوتی ہے۔ ان کے متعلق حضرت مہدی موعودؑ آیت استخلاف کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنی آیت کے یُوں ہونگے کہ انبیاء من حیث الظلّ باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ ظلّی طور پر ہر یک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو اُن کی نظیر اور مثیل پَیدا کر دیتا ہے جو اُنہیں کے رنگ میں ہو کر انکی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے۔" (روحانی خزائن، جلد ۶ صفحہ ۳۵۱۔۳۵۲)

اور پھر فرماتے ہیں کہ

"پس یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلّی طور پر انوار نبوت پا کر دُنیا کو مُلزم کریں۔ اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اُس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کو ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہُوا کرتا ہے اور مجدّد وقت اُن قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہیگا۔" (روحانی خزائن، جلد ۶ صفحہ ۳۴۲)

اور پھر فرماتے ہیں کہ

"یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیرات اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئ اُمّت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پُر فیض پروں کے نیچے اُنکو لیکر وہ برکت اور نور اور رُوحانی معرفت پہنچاویں جو اُنھوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی اور اگر ایسا نہیں تو پھر اُنکے وارث جو اُنھیں کے

کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کرسکتے ہوں اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین پہنچا سکتے ہوں ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہیئے تا انسان جو مغلوب شبہات و نسیان ہے اُن کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ یہ بات نہایئت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اُس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں۔ تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آجاتے ہیں۔ پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اُسکی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئ صدی کے لوگوں کو کچھ قصّے سے معلوم ہوتے ہیں۔۔۔" (روحانی خزائن، جلد ۶ صفحہ ۳۴۵)

حضرت مہدی موعودؑ اصولی رنگ میں اس خلافت کا ذکر ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں۔ انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔" (ملفوظات جلد دوم، صفحہ ۶۶۶)

ہادی صاحب! امتیازی خلافت ان لوگوں کی ہے جو انوارِ نبوّت اور کمالاتِ رسالت آسمان سے حاصل کر کے اُمّت میں دوبارہ جاری فرماتے ہیں یا اُن لوگوں کی جن کی موجودگی میں انوارِ نبوّت اور کمالاتِ رسالت بتدریج کم ہو کر بلآخر رُوحانی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ فیصلہ آپ کا!

آپ پھر لکھتے ہیں۔

"خلافت کی انہی اقسام (مجدّدیت، محدّثیت اور ولایت وغیرہ۔ ناقل) کو بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بیان فرماتے ہیں:

" آیتِ استخلاف میں خلافت کے ایک دوسرے سلسلہ کا وعدہ بھی دیا گیا ہے جو پہلی دو شاخوں (یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد جاری ہونے والی خلافتِ راشدہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جاری ہونے والی خلافتِ راشدہ-ناقل) سے مختلف ہے۔ ہے تو یہ خلافتِ حقّہ ہی لیکن ہم نے ایک اصطلاح بتائی تھی۔ اس لئے اس کو ہم خلافتِ راشدہ نہیں کہتے۔ گو رُشد سے وہ بھی بھری ہوئی ہے۔ ہم اسے خلافتِ ائمّہ کہیں گے اور خلافت کا یہ سلسلہ جو ہے اس کی رُو سے امّتِ محمدیہ میں سینکڑوں، ہزاروں بلکہ لاکھوں خلفاء پیدا ہوئے۔ کچھ انبیاء کے نام سے اور کچھ ربّانی علماء کے نام سے۔ پس کما جو آیتِ استخلاف میں ہے۔ یہ کما ہم سے ایک دوسرا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح امّت میں اللہ تعالیٰ نے ہزاروں نیک بندے خلیفہ کی حیثیت میں یعنی نائبِ رسول کی حیثیت میں رسول ہی کا کام کرنے والے پیدا ہوئے، اسی طرح امّتِ محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں ایسے خدا کے بزرگ بندے نبی اکرم ﷺ سے فیض پانے والے پیدا ہوں گے جو اسلام کے چہرہ کو روشن رکھیں گے۔ اور جیسا کہ ایک وقت میں امّتِ موسویہ میں چار چار سو نائب اور خلیفہ بھی پیدا ہوئے اس کے مقابلہ میں چونکہ امّتِ محمدیہ کا دائرہ وسیع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ امّتِ موسویہ کے چار سو کے مقابلہ میں ایک ہی وقت میں چار ہزار بزرگ پیدا ہوں جو آنحضرت ﷺ کے خدّام کی حیثیت میں آپؐ کی نیابت میں آپؐ کا کام کریں۔" (الفضل ربوہ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۸)

اسی طرح فرمایا: " مجھ سے پہلے لاکھوں کروڑوں لوگ مختلف شکلوں میں آئے۔ کئی اولیاء کی شکل میں آئے۔ کئی محدّثین کی شکل میں آئے۔ دراصل تو خلافت ہی ہے۔ لیکن خلافت کی آگے کئی شکلیں بن جاتی ہیں۔ غرض جو سلسلۂ خلافت اس وقت قائم ہے اور پہلے بھی تھا کئی بزرگ اس شکل میں بھی آئے۔ لیکن خلافت ہی کی دوسری شکلیں ہیں ان میں بھی آئے۔ جیسے محدّثیت ہے۔ یہ بھی خلافت ہی کی شکل ہے۔ یا ان میں اولیاء اللہ اور مقربینِ الٰہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو کہتا ہے کہ اس محدود دائرہ میں، اس تھوڑے وقت میں تم میرے بندوں کی اصلاح کرو اور میرے دین کی مدد کرو۔" " (خلافت روشنی ازل کی، صفحہ ۳۱۔۳۳)

اب ظلم کی انتہا دیکھیے کہ پہلے تو اسلامی اصطلاح میں لفظ " خلیفہ " کی تعریف کو بگھاڑا گیا۔ اور پھر ساتھ ساتھ اپنی انتخابی خلافت کو بڑھا چڑھا کر نبوّت کا متبادل بنایا گیا اور پھر یہ بھی احمدیوں کے ذہنوں میں بٹھایا گیا ہے کہ اِن کی بات سے اختلاف کرنا گناہ ہے اور مُوردِ عذابِ الٰہی ہوتا ہے۔ یہ خلیفے غلطی نہیں کرسکتے۔ اور اگر غلطی بظاہر ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اسے دور کر دیتا ہے یعنی لوگوں کو یہ حق نہیں کہ خلیفہ کی غلطی کی طرف اشارۃً بات بھی کریں اور پھر اِسکے حق میں قرآن مجید کی وہ آیت پیش کی گئی جس میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ جب تو فیصلہ کر لے تو پھر اس پر قائم ہو جا اور معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر

چھوڑ دے۔ ان کی خلافت قیامت تک چلے گی، خلیفہ کے ہوتے ہوئے مجدّد نہیں آسکتا، خلیفہ خود مجدّد سے بڑا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ اب اس کے بعد ان لوگوں نے اپنے راستے کی سب سے بڑی دیوار یعنی مجدّدین کے مقام کو مسلسل کم کرنے کی کوشش کرتے چلے گئے۔ اِن مقدّس وجودوں کی دائمی خلافت کے مقام کو اتنا گرایا گیا کہ ان کی خلافت کو عرفِ عام میں خلیفہ کہلانے والے خلیفوں کے ساتھ شامل کیا گیا اور بار بار خُطبات میں اس بات پر زور دیا کہ یہ سینکڑوں، ہزاروں کی تعداد میں آتے ہیں۔ پھر جب سینکڑوں اور ہزاروں کہہ کر بھی دل کو تسلی نہ ہوئی تو ان کی گِنتی کو لاکھوں اور کروڑوں میں لے گئے۔ اور یہاں تک کہا گیا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ خلیفے ایک وقت میں چار ہزار آئیں۔ ان کی تعداد کو اس لیے اتنا بڑھایا گیا کہ جماعت کے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھا دی جائے کہ یہ خلیفے اتنی تعداد میں آتے ہیں کہ انسانی عقل ہی کے خلاف ہے کہ ان کو تلاش کر کے ان پر ایمان لایا جائے۔ چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ ان پر ایمان لانے کو فرض قرار دے۔ یہ لوگ صرف اپنے اپنے دائرہ میں خلیفہ ہوتے ہیں ان کو تلاش کر کے ان پر ایمان لانا ضروری نہیں ہوتا۔ پھر اِن مقدّس وجودوں کو جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے روح القدس پاکر کھڑا ہونا تھا ان کو عرفِ عام میں اپنی اپنی ذات میں کہلانے والے لاکھوں کروڑوں خلیفوں کے ساتھ شامل کر کے، ان سب کی برین واشنگ کر کے، ان لوگوں کی حضرت مسیح موعودؑ سے محبت کا ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کو اپنا اسیر اور غلام بنا کر پھر کس طرح ان سب خلیفوں کو اپنے پاؤں تلے روندا۔ چنانچہ خلیفہ ثانی صاحب لکھتے ہیں۔

"مبلغین اور واعظین کے ذریعے بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپیہ کیا، پانچ لاکھ روپیہ کیا، پانچ ارب روپیہ کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کر دی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں۔۔۔۔ اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے۔ ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدمِ علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔۔۔" اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (تعلیم العقائد والاعمال پر خطبات صفحہ ۵۶، بحوالہ خلافت روشنی ازل کی، مؤلف ہادی علی چودھری، صفحہ ۳۷)

کیا یہ اسلامی تعلیم ہے؟ کیا یہ وہ تعلیم ہے کہ جو ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ نے جو اپنی جان کے نذرانے آپؐ کے ایک حکم پر پیش کیئے تھے وہ ان خلیفوں کی نظر میں بے حقیقت اور ناقابلِ ذکر ہیں؟ یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ اِن خلفاء کی نظر میں اور جماعت احمدیہ کی نظر میں آنحضرتؐ کے صحابہ کا مقام بلاشبہ بہت بلند ہے اور جو قربانیاں انہوں نے دیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔ اور رہتی دنیا تک آئندہ کسی نبی کے ماننے والوں کی قربانیاں اِن قربانیوں کے مقام کو نہیں پہنچ سکتی۔ تو پھر اِن خلفاء کی احمدیوں کو ایسی غیر اسلامی تعلیم دینے کی کیا وجہ تھی؟

حضرت مہدی موعوعلیہ السلام آیت استخلاف کے متعلق فرماتے ہیں کہ "پس یہ آیت درحقیقت اِس دُوسری آیت اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کے لئے بطور تفسیر کے واقعہ ہے اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی۔" روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۳۳۹)۔ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم آیت انا نحن نزلنا الذکر کے متعلق فرماتے ہیں۔

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ فِیۡمَا اَعۡلَمُ عَنۡ رَسُوۡلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا (مشکوۃ شریف جلد بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذ کر فی قرن المئۃ)

ترجمہ۔ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا۔" (مشکوۃ شریف جلد ا بحوالہ ابوداؤد کتاب الملاحم باب مایذکر فی قرن المئۃ)

چنانچہ حضرت مہدی موعودؑ فرماتے ہیں کہ "یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کو بھیجتا ہے جو دین کے اس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ مجدّدین کے بھیجنے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اُس نے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ میں فرمایا ہے۔" (ملفوظات جلد ۴، صفحہ ۲)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت استخلاف اور آنحضور ﷺ کی یہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے دراصل آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کی تفسیر ہیں۔ اگر حضرت مہدی موعودؑ کے بعد اس حدیث کو منسوخ سمجھا جائے تو پھر وہ آیت جس کی یہ حدیث تفسیر ہے بھی منسوخ ہو جاتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا ممکن نہیں تو پس قرآن مجید سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مجدّدین کے ہر صدی کے سر پر ظاہر ہونے کا سلسلہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ اور قرآن کریم کا کوئی شوشہ بھی قیامت تک منسوخ نہیں ہو سکتا۔ جماعت احمدیہ کے ایک نہایت برگزیدہ صاحبِ الہام و کشف بزرگ حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ اپنی سوانح حیات "حیات قدسی" میں فرماتے ہیں۔

"ایک دفعہ خاکسار مسجد احمدیہ پشاور میں قران کریم کا درس دے رہا تھا کہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ کا کیا مطلب ہے اور ق کا قرآن مجید سے کیا تعلق ہے اس وقت معاً میرے دل میں القاء ہوا کہ ابجد کے حساب سے ق کے سو (۱۰۰) عدد ہوتے ہیں اور اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر سو سال کے بعد یعنی صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ تجدید دین کا ایسا سلسلہ جاری کرے گا۔ جس سے قرآن کی مجد اور بزرگی ظاہر ہوگی اور ہر سو سال کے بعد کامل مجددین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ایسے نشانات اور معجزات اور نئے علوم ظاہر کرے گا جو قرآن کی شان کو بلند کرنیوالے ہوں گے اور یہ سلسلہ قیامت تک ممتد ہوگا۔" (حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ ۱۶۲)۔

اب یہ تو ہوگئی قرآنی تعلیم اب ان نام نہاد خدائی خلیفوں کے کام دیکھیئے کہ کس طرح اپنی نام نہاد خلافت کو قیامت تک قائم کرنے کی کوشش میں اسلامی تعلیم کے پر خچے اُڑاتے ہیں۔ خلیفہ ثالث فرماتے ہیں۔

"اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ۸۷/۸۶ سال گزر گئے ہیں تو پہلے قائدہ کے مطابق آنیوالے مجدّد کی تلاش کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ پہلوں کو جو علم دیا گیا تھا وہ گویا نئے مسائل کو حل نہیں کرتا تھا۔ لیکن میرا عینی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ ہر وہ نیا مسئلہ جو آج دنیا میں پیدا ہوتا ہے یا آج کی سائنس انسان کے سامنے پیش کرتی ہے اس کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب میں سے مل سکتا ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آخری ہزار سال کیلئے آپ آخری خلیفہ اور مجدّد الف آخر ہیں تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو علوم انسان کے ہاتھ میں دیئے ہیں اور قرآن کی تفسیر بیان کی ہے وہ قیامت تک کافی ہے۔ آپکی کتابوں میں سے لوگ ایسے مضامین اخذ کریں گے جو انسان کے مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گے۔ اس لیے اب اس سلسلہ میں کسی نئے آنے والے کی ہمیں ضرورت نہیں۔ باقی رہا تجدید کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانے پر اور کوئی بڑے پیمانے پر۔ پس جماعت کا ہر فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ درحقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہے۔ میں اپنے دوستوں کو یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ امیر تیمور نے ایک بادشاہ کے متعلق لکھا ہے جو ان سے معاً پہلے گزرا ہے کہ اس نے صرف ایک بات میں تجدید دین کی اس لیے امیر تیمور کے نزدیک ان کو بھی مجدد کہہ سکتے ہیں۔ لیکن وہ خاص سلسلہ جو تیرا پر ختم ہو گیا اس سلسلہ میں کسی نے نہیں آنا ہاں مگر وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیلئے بطور ظل کے ہو۔ چنانچہ ایک اور جگہ آپ نے فرمایا ہے خلافت کا سلسلہ آپ کیلئے بطور ظل کے ہے۔ خلافت کا سلسلہ بطور ظل کے اسلئے ہے کہ خلیفہ وقت قرآن کریم کی تفسیر کرے گا اور اس طرح اپنے زمانہ کے مسائل کو حل کرتا چلا جائے گا اور اس سلسلہ کے کسی نئے مجدد کی ضرورت اس معنی میں نہیں پڑے گی ورنہ تو یہ ظلم ہو جاتا کہ انسانی مسائل پیدا ہو جاتے اور حل کرنے والا نہ ہوتا اور کوئی ایسا طریق نہ بتایا جاتا کہ قرآن کریم سے کیسے حل نکلتا ہے۔ پھر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں کوئی نہ کوئی اصل بیج مل جاتا ہے جس سے مسائل حل کرنے میں مدد مل جاتی ہے۔" (تین اہم خطبات صفحہ ۴۱ تا ۴۳ فرمودہ خلیفہ المسیح الثالث فرینکفرٹ)

ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "معترض صاحب اِس بات کو کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن موجود ہے اور علماء موجود ہیں اور خود بخود اکثر لوگوں کے دلوں کو اسلام کی طرف حرکت ہے، پھر کسی مجدّد کی کیا ضرورت ہے، لیکن افسوس کہ معترض کو یہ سمجھ نہیں کہ مجدّدوں اور رُوحانی خلیفوں کی اس اُمّت میں ایسے ہی طور پر ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔۔۔" (روحانی خزائن،

جلد۶صفحہ ۳۴۰) ۔افسوس! اے ہمارے پیارے آقا علیہ السلام آج بد قسمتی سے آپ کی جماعت کہلانے والوں کو اور بالخصوص آپ کے جانشینوں ہی کو اس سے انکار ہو گیا ہے۔۔۔

"ہر صدی کے سر پر اس قسم کی غلطیوں کو مٹانے اور توجہ الی اللہ دلانے کیلئے مجدّد کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اگر ہر صدی پر مجدّد کی ضرورت نہ تھی بلکہ بقول آپکے قرآن کریم اور علماء کافی تھے تو پھر نبی ﷺ پر اعتراض آتا ہے۔ حج کرنیوالے حج کو جاتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ روزے بھی رکھتے ہیں۔ پھر بھی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سو برس کے بعد مجدّد آئے گا۔ مخالفین بھی اس بات کے قائل ہیں۔" (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۲)۔ گویا آج حضرت مہدی موعودؑ کے جانشین کہلانے والوں کا رویہ آپؑ کے ساتھ اس معاملہ میں آپؑ کے مخالفین سے بھی بدتر ہے کہ وہ آپؑ کی پوری جماعت کو کھلی گمراہی میں ڈالے ہوئے ہیں۔

"آدم سے لے کر آنحضرت ﷺ تک سلسلہ وحی جاری رہا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ تجدید دین کے واسطے مجدّد پیدا کرے گا۔ تجدید کہتے ہیں ایک کپڑا جو میل کچیل سے آلودہ ہو گیا ہو اس کو دھو کر صاف کر لیا جاوے اور میل اس سے قطعاً الگ کر دی جاوے اور بالکل نئے کی طرح کر دیا جاوے۔ اس طرح جب دین میں ایک زمانہ گزرنے کے بعد عقائد اور اعمال میں طرح طرح کے گند داخل ہو جاتے ہیں اور ایمان کی بناء صرف پرانے قصہ کہانیوں پر ہی رہ جاتی ہے اور قصّوں کے سوائے کچھ ہاتھ نہیں رہتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی حالت میں اسلام کو آنحضرت ﷺ کی زبانی یہ وعدہ دیا کہ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو بھیجتا رہے گا جو تجدید دین کیا کریں گے۔" (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۸)

"تعجب کی بات ہے کہ تجدید کا قانون یہ روز مرّہ دیکھتے ہیں۔ ایک ہفتہ بعد کپڑے میلے ہو جاتے ہیں اور اُن کے دُھلانے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن کیا پوری صدی گزر جانے کے بعد بھی مجدّد کی ضرورت نہیں ہوتی؟ ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد اصلاح خلق کیلئے آتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحات ۲۵۵-۲۵۴)

"احکام میں کوئی نقص نہیں۔ نماز، قبلہ، زکوٰۃ، کلمہ وہی ہے۔ کچھ مدت کے بعد اِن احکام کی بجا آوری میں سستی پڑ جاتی ہے۔ بہت سے لوگ توحید سے غافل ہو جاتے ہیں۔ تو وہ اپنی طرف سے ایک بندے کو مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کو از سرِ نو شریعت پر قائم کرتا ہے۔ سو برس تک سستی ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۱)

خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ " باقی رہا تجدید کا کام تو وہ ہم میں سے ہر آدمی کر رہا ہے کوئی تھوڑے پیمانے پر اور کوئی بڑے پیمانے پر۔ پس جماعت کا ہر فرد جو نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر چلتے ہوئے دین اسلام کی خدمت میں وقف ہے پورے طور پر یا جزوی طور پر اور آپکی سچی پیروی میں جان اور مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرتا وہ در حقیقت تجدید دین ہی کا کام کر رہا ہے" یہ اسلامی تعلیم کی دھجیاں بکھیرنے میں مصروفِ عمل ہیں اور دوسری طرف حضرت مہدی علیہ السلام نے ان کی تعلیم کو پہلے ہی باطل قرار دے دیا، چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

"صرف رسمی اور ظاہری طور پر قرآن شریف کے تراجم پھیلانا یا فقط کتب دینیہ اور احادیث نبوّیہ کو اُردو یا فارسی میں ترجمہ کر کے رواج دینا یا بدعات سے بھرے ہوئے خشک طریقے جیسے زمانہ حال کے اکثر مشائخ کا دستور رہا ہے سکھلانا یہ امور ایسے نہیں ہیں کہ جن کو کامل اور واقعی طور پر تجدید دین کہا جائے بلکہ مؤخر الذکر طریق تو شیطانی راہوں کی تجدید ہے اور دین کا رہزن۔ قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کو دنیا میں پھیلانا بے شک عمدہ طریق ہے مگر رسمی طور پر اور تکلف اور فکر اور خوض سے یہ کام کرنا اور اپنا نفس واقعی طور پر حدیث اور قرآن کا مورد نہ ہونا ایسی ظاہری اور بے مغز خدمتیں ہر ایک باعلم آدمی کر سکتا ہے اور ہمیشہ جاری ہے۔ ان کو مجددیّت سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے نزدیک فقط استخوان فروشی ہے اس سے بڑھ کر نہیں۔ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ اور فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اندھا اندھے کو کیا راہ دکھاویگا اور مجذوم دوسروں کے بدنوں کو کیا صاف کریگا۔ تجدید دین وہ پاک کیفیت ہے کہ اوّل عاشقانہ جوش کے ساتھ اس

دل پر نازل ہوتی ہے کہ جو مکالمہ الٰہی کے درجہ تک پہنچ گیا ہو پھر دوسروں میں جلد یا دیر سے اسکی سرایت ہوتی ہے۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیّت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن۔ اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرّد قال سے۔ اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی انکے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر مشکل کے وقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور انکی گفتار اور کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلّی مصفّا کئے گئے اور بتمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔ " (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۔۷)

مزید آپؑ فرماتے ہیں کہ " آنحضرت ﷺ سے ثابت ہے کہ ہر ایک صدی پر ایک مُجدّد کا آنا ضروری ہے اب ہمارے علماء کہ جو بظاہر اتباع حدیث کا دم بھرتے ہیں۔ انصاف سے بتاویں کہ کس نے اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ سے الہام پا کر مُجدّد ہونے کا دعویٰ کیا ہے یوں تو ہمیشہ دین کی تجدید ہو رہی ہے مگر حدیث کا تو یہ منشاء ہے کہ وہ مجدّد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا۔ یعنی علوم لَدُنّیہ وآیات سماویہ کیساتھ۔(ازالہ اوہام-روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۷۸۔۱۷۹)۔

مزید خلیفہ ثالث صاحب ۶ نومبر ۱۹۷۷ میں خدام کی ریلی کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"

إِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا

خدا تعالیٰ "من" کو ہر صدی کے سر پر اس اُمّت کے لیے کھڑا کرے گا۔ (میں خاص طور پر لفظ "من" پر زور دے رہا ہوں) اللہ تعالیٰ کئی لوگوں کو کھڑا کرے گا جو مذہب کی تجدید کریں گے۔۔۔ جب میں اس روایت پر غور کرتا ہوں تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت اس تصوّر سے خالی ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد ظاہر ہوتا ہے۔ یہ حدیث کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر "من" ظاہر ہوگا جس کا مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے خلفاء آئیں گے جو دین کی تجدید کا کام کریں گے۔ عربی زبان میں "من" کا مطلب ایک، دو یا کئی کے ہوتے ہیں۔ پس اگر ہم کئی کے معنی لیتے ہیں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کئی لوگ (حضور ﷺ کے خلفاء، متقی اور نیک) ہونگے جو دین اسلام کی خدمت کریں گے۔ یہاں پر خاص ایک شخص کا کوئی ذکر نہیں۔" (خلافت اور مجدّدیت، http://www.alislam.org/library/books/Khilafat-and-Mujaddidiyyat-20080517MN صفحہ ۱۷۔۲۰)

اس سلسلے میں خلیفہ رابع صاحب ۲۷۔ اگست ۱۹۹۳ کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی میں مجدّدین کیلئے قیامت تک آنے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لیے مجدد کا سوال ہی نہیں رہتا۔۔۔ کوئی مجدد نہیں آئے گا۔

اب ان نام نہاد خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کی تعلیم دیکھئے کس طرح قرآن وسنت اور حضرت مہدیؑ کے فیصلوں کے خلاف ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حکم وعدل بنا کر بھیجا ہے۔ بار بار آپؑ فرماتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو تجدید دین کے لیئے بھیجتا ہے اور نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس حقیقت سے کسی کو انکار بھی نہیں پھر ان نام نہاد خدا کے بنائے ہوئے مہدی موعودؑ کے جانشینوں کو اس سے انکار کرنے کا اختیار کس نے دیا؟ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ ان کی خلافتِ مجدّدین پر قبضہ کے خوابوں کو پاش پاش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

(۱) اس حدیث کو تمام اکابر اہل سنت مانتے چلے آئے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدّد پیدا ہوگا۔ (اربعین۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۶۰)

(۲) جاننا چاہیے کہ اگرچہ عام طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ حدیث صحیح ثابت ہو چکی ہے کہ خدائے تعالیٰ اس اُمت کی اصلاح کیلئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدّد مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کو نیا کرے گا۔" (نشان آسمانی۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۸)

(۳) اوّل وہ پیشگوئی رسول ﷺ کی جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دے گا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۴۰)۔

(۴) غرض یہ بات کوئی نرالی اور نئی نہیں ہے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد آتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳)

(۵) اور قرآن شریف کہتاہے کہ ایسی آفتوں کے وقت حفاظتِ قرآن کیلئے ماموُر آتاہے اور حدیث کہتی ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد بھیجا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۷)

(۶) اب ان ساری شہادتوں کو جمع کرو اور بتاؤ کہ کیا اس وقت ضرورت نہیں۔ کہ کوئی آسمانی مرد نازل ہو؟ جب یہ مان لیا گیا کہ صدی کے سر پر مجدّد آنا ضروری ہے تو اس صدی پر مجدّد تو ضرور ہو گا۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۲)

(۷) نووارد۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر صدی پر مجدّد ہونا چاہیئے۔؟ حضرت اقدس۔ ہاں یہ تو ضروری ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آئے بعض لوگ اس بات کو سُن کو پھر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جبکہ ہر صدی پر مجدّد آتا ہے تو پھر تیرہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتاؤ۔ میں اس کا پہلا جواب یہ دیتا ہوں کہ اُن مجدّدوں کے نام بتانا میرا کام نہیں۔ یہ سوال آنحضور ﷺ سے کرو۔ جنہوں نے فرمایا ہے کہ ہر صدی پر مجدّد آنا ہے اس حدیث کو تمام اکابر نے تسلیم کیا ہے، شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس کو مانتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی طرف سے ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۰۰)

(۸) یہ عام طور پر مشہور ہے کہ ہر صدی پر مجدّد آتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۰۱)

(۹) پہلے اکابر سو سال کے اندر فوت ہو جاتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ہر صدی پر نیا انتظام کر دیتا ہے جیسے رزق کا سامان کرتا ہے۔ پس قرآن کی حمایت کیساتھ یہ حدیث تواتر کا حکم رکھتی ہے۔۔۔ کپڑا پہنتے ہیں تو اس کی بھی تجدید کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طریق پر نئی ذریّت کو تازہ کرنے کیلئے سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر صدی پر مجدّد آتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۰۲-۱۰۱)

(۱۰) احکام میں کوئی نقص نہیں۔ نماز، قبلہ، زکوٰۃ، کلمہ وہی ہے۔ کچھ مدت کے بعد اِن احکام کی بجاآوری میں سستی پڑ جاتی ہے۔ بہت سے لوگ توحید سے غافل ہو جاتے ہیں۔ تو وہ اپنی طرف سے ایک بندے کو مبعوث کرتا ہے جو لوگوں کو از سرِنو شریعت پر قائم کرتا ہے۔ سو برس تک سستی واقع ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۴۵۱)

آج سے ۱۲۸ سال قبل چودھویں صدی ہجری کے مجدّد کو مبعوث کرنے کے لیے ۱۲۹۹ ہجری (۱۸۸۲ء) میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمدؑ پر ماموریت کا پہلا الہام نازل فرمایا تھا اور آپؑ کو علم دیا گیا کہ اس زمانہ میں تجدید دین اور احیائے اسلام کی خدمت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ تاہم آپ نے دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن متواتر الہامات کے باعث ۱۳۰۲ ہجری (۱۸۸۵ء) میں آپ نے اپنے آپ کو محض مجدّدِ وقت کی حیثیت سے پیش کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت عبدالغفار جنبہؓ کو وسط ربیع الاوّل ۱۴۰۴ (وسط دسمبر 1983ء) میں ماموریت کا الہام نازل فرما کر آپؑ کو اُس غلام مسیح الزماں کے منصب پر فائز فرمایا جس کی خبر الہاماً اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح علیہ السلام کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ کے الہام میں دی تھی۔ اور حضرت مہدی موعودؑ نے اس موعود غلام کو مصلح موعود کا نام بھی دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں حضرت مہدیؑ کو آپکے بعد آنے والے یزید ثانی کی خبر دی وہاں اللہ تعالیٰ نے بار بار بڑی کثرت کے ساتھ آپؑ کی وفات تک آپؑ کے بعد نازل ہونے والی قدرتِ ثانیہ کی بھی خبر دی۔ چنانچہ آپؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں۔

"اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں (ژ) خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اِن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ اِن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اِس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

"(ژ) ایسے لوگوں کا اِنتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہو گا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے۔ وہ بیعت لینے کا مجاز ہو گا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تیئں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُسکو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی

دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابلِ اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔"

اب آخر میں وہ دلیل جس کو خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں پیش کر کے قیامت تک آنے والے مدعیان علیٰ اللہ کے لیے معیار بنایا ہے اور جس معیار کو خود بانی سِلسلہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کیلئے پیش فرمایا ہے، بیان کر کے اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اس سِلسلہ میں آپؑ فرماتے ہیں۔

"ہمارے دعوٰئے الہام و مکالمہِ الہیّہ کی اشاعت کو یُوں تو بہت سال گذرے، لیکن براہین کی اشاعت سے بھی لیا جائے تو بیس سال ہو چکے۔ ہمارے مخالف جو ہم کو جھوٹا اور اپنے دعوے میں مُفتری قرار دیتے ہیں۔ اُن سے کوئی سوال کرے کہ خدا تعالیٰ تو کِسی ایسے مفتری کو جو اُس پر الہام اور مکالمہ کا افتراء کرے مُہلت نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا کہ اگر تُو بعض باتیں اپنی طرف سے کہتا، تو ہم شاہ رگ سے پکڑ لیتے۔ پھر کسی اور کی کیا خصوصیّت ہو سکتی ہے؟۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر الہام کا افتراء کرنے والا کبھی بھی مُہلت نہیں پا سکتا۔ اب ہم پُوچھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا سِلسِلہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ نہیں ہے تو **کسی قوم کی تاریخ سے ہم کو پتہ دو کہ خدائے تعالیٰ پر کسی نے افتراء کیا ہو اور پھر اُسے مُہلت دی گئی ہو۔** ہمارے لیے تو یہ معیار صاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۲۳ سال تک کا ایک دراز زمانہ ہے۔ اُس صادق اور کامل نبی کے زمانہ سے قریباً ملتا ہوا زمانہ اللہ تعالیٰ نے ابتک ہم کو دیا۔ کیونکہ براہین کی اشاعت پر بیس سال ہوئے جو ناعاقبت اندیش معترضوں کے نزدیک افتراء کا پہلا زمانہ ہے۔ ابتک تو ہم ایک مُسلِم و صادق بلکہ جُملہ صادقوں کے سرتاجؐ کے زمانہ سے ملتا ہوا زمانہ پیش کرتے ہیں اور یہ ظالم کہتے جاتے ہیں کہ جھوٹ ہے۔ افسوس ہماری تکذیب کے خیال میں یہ لوگ یہاں تک اندھے ہو گئے ہیں کہ اُن کو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اس انکار کی زَد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی پڑتی ہے، کیونکہ اگر بیس بائیس سال تک بھی خدا کسی مُفتری کو مدد دے سکتا ہے تو پھر مجھے تو تعجّب ہی آتا ہے۔ نہیں بلکہ دل کانپ اُٹھتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر یہ کیا دلیل پیش کریں گے؟ ایک مسلمان رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے متّبع کے مُنہ سے جب وہ اتنا دراز عرصہ تک مدّعی کو مُہلت پاتے ہوئے دیکھ لے کبھی یہ نہیں نِکل سکتا کہ جھوٹا اور کاذب بھی اس قدر عرصہ ُدراز کی مہلت پالیتا ہے۔ اگر اور کوئی بھی نشان اور دلیل ایسے مدّعی کی صداقت کی نہ ملے۔ تب بھی ایک سچّے مُسلمان کو حُسنِ ظن اور ایمانداری کے رُو سے لازم آتا ہے کہ انکار نہ کرے، کیونکہ اس کا زمانہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے مشابہ ہو گیا ہے۔

اگر کوئی عیسائی کہے کہ مفتری کو مُہلت مل سکتی ہے، تو اس امر کا ثبوت دے، **مگر مسلمان تو ایسا کہہ ہی نہیں سکتا۔**

پس اب ہمارے مخالف بتائیں کہ کیا ایک کاذب دجّال، مفتری علی اللہ طرزِ استدلالِ نبوّت میں شریک ہو سکتا ہے؟ ماننا پڑے گا ہرگز نہیں۔ پھر وہ ہمارے دعوے کو سوچیں اور اس زمانہ پر غور کریں جو استدلالِ نبوّت کا زمانہ ہے۔ غرض ہر پہلو میں بہت سی باتیں ہیں جو سوچنے والے کو مل سکتی ہیں اور ایک دُور اندیش اُن سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔" **(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۹)**

سیّدنا مصلح موعود حضرت عبد الغفار جنبہ علیہ السلام مارچ ۱۹۵۴ میں ڈاور نامی ایک گاؤں میں جو کہ ربوہ کے مغرب میں تقریباً ۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، پیدا ہوئے۔ آپ کو ماموریت کا پہلا الہام وسط دسمبر ۱۹۸۳ کو ہوا۔ ۲ اپریل ۱۹۹۳ء کو آپ نے حضرت مرزا طاہر احمد خلیفہ المسیح الرابع کو ایک خط لکھ کر ان الہامات سے آگاہ فرمایا۔ پھر آپؑ نے اِنکو ۲۲ فروری ۱۹۹۷ء کو تفصیلی خط لکھ کر اپنے الہامی دعویٰ سے آگاہ فرمایا اور پھر ۱۰ جون ۲۰۰۲ء کو آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا جامع دعویٰ بمہ دلائل حضرت مرزا طاہر احمد خلیفہ المسیح الرابع کی طرف ارسال فرمایا۔ اس کی تفصیل آپؑ کی کتاب "غلام مسیح الزماں" میں موجود ہے اور یہ کتاب آپؑ کی ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ یا آرڈر کی جاسکتی ہے۔ آپ کی ماموریت کے پہلے الہام سے لے کر آج تک تقریباً ۲۷ سال کا عرصہ گزر چکا ہے جو کہ قرآن کے بیان کردہ معیار، جس کی حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف تصدیق کی بلکہ آپ نے اپنی سچائی اور آئندہ آنے والے ہر مدعیان علی اللہ کی سچائی کے لیے بیان فرمایا، آپؑ کی سچائی کا ایسا عظیم الشان ثبوت ہے کہ بقول حضرت مہدی علیہ السلام کے اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ اب آخر میں یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا مسرور احمد صاحب اور تمام لوگوں کو جو اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہتے ہیں کہ وہ مجدّدِ وقت سیّدنا عبد الغفار جنبہ علیہ السلام پر ایمان لا کر اپنے آپ کو آسمان پر اللہ اور اُسکے رسول ﷺ اور اُسکے مہدی و مسیح علیہ السلام کی نظر میں حقیقی احمدی مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

منصور احمد

مورخہ ۴۔جون ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆☆

مظہر ظہورِ قدرتِ ثانیہ

غلام مسیح الزماں، مصلح موعود، مجدّدِ وقت حضرت عبد الغفار جنبہ علیہ السلام

دیکھو ہر صدی کے سرے پر جو ایک مجدّد آتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک امتحان ہی ہوتا ہے۔ اب اس وقت بھی مسلمانوں کا ایک امتحان ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایک مامور بھیجا ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۰)

آنحضرت ﷺ کی یہ لوگ تکذیب کرتے ہیں کہ اس صدی کے مجدّد کو نہیں مانتے۔ کیا آپؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدّد ہو گا۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۱۱)

منجملہ ان کے ایک الرٰ کے لفظ رُ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ لفظ مجدّدوں اور مرسلوں کے سلسلہ جاریہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو قیامت تک جاری ہے۔ اب اس سلسلہ میں آنیوالے مجدّدوں کے خوارق، ان کی کامیابیوں، ان کی پاک تاثیروں وغیرہ وجوہات احکامِ آیات کو گِن بھی نہیں سکتے۔ اور یہ سب خوارق اور کامیابیاں جو رسول اللہ ﷺ کے بعد آپؐ کے متبعین مجدّدوں کے ذریعہ سے ہوئیں اور قیامت تک ہونگی در حقیقت رسول اللہ ﷺ کی ہی کامیابیاں ہیں۔ غرض ہر صدی کے سر پر مجدّد کا آنا صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ مُردوں سے استمداد خدا تعالیٰ کی منشاء کے موافق نہیں۔ اگر مُردوں سے مدد کی ضرورت ہوتی۔ تو پھر زندوں کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔؟ ہزاروں ہزار جو اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ اس کا کیا مطلب تھا۔ مجدّدین کا سلسلہ کیوں جاری کیا جاتا۔؟ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ٦۳)

یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔" (روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ۳۴۴)

یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجُز میرے لوگوں نے مجدّد ہونے کے دعوے کیے تھے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحی لکھنؤ وہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہلاک ہوگئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصّہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے۔ اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدّد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصّہ پالے۔ اب اے مخالفوں! کسی بات میں تو انصاف کرو آخر خدا سے معاملہ ہے۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۴٦۲)۔